ہفت روزہ

# خدام الدین

لاہور پاکستان

بانی ادارہ
شیخ التفسیر
حضرت مولانا احمد علی
قدس سرہٗ

21/31

## بدبختی کی علامت

حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ چار چیزیں بدبختی کی علامت ہیں:

۱۔ آنکھوں کا خشک ہونا (کہ اللہ کے خوف سے کسی وقت بھی آنسو نہ نکلے) ۲۔ دل کا سخت ہونا (کہ اپنی آخرت کے لیے یا کسی دوسرے کے لیے کسی وقت بھی نرم نہ پڑے) ۳۔ آرزوؤں کا لمبا ہونا اور ۴۔ دنیا کی حرص۔ (فضائل صدقات)

۲۶ دسمبر ۱۹۷۵ء
۲۲ ذوالحجہ ۱۳۹۵ھ

# احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایماندار آدمی ایک سوراخ سے دو مرتبہ ڈسا نہیں جاتا۔ (بخاری وغیرہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ مومن بھولا اور شریف النفس ہوتا ہے اور منافق آدمی دھوکے باز اور ذلیل النفس ہوتا ہے۔ (مستدرک)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن کی فراست اور مردم شناسی سے ڈرتے رہو کیونکہ وہ اللہ جلشانہٗ کے نور سے دیکھتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ جس کا ترجمہ یہ ہے:

"اس میں بہت بڑی نشانیاں ہے شناخت والوں کے لیے"۔ (ترمذی)

حضرت مکحول رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایماندار لوگ بہت کم ملنے والے، نہایت نرم خو ہوتے ہیں — جیسے اونٹ نکیل پڑا ہو۔ جدھر لے جائیں چلا جائے جہاں بٹھائیں بیٹھ جائے۔ (ترمذی)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مومن کی مثال جسم میں سر کی ہے۔ جیسا درد سر کی وجہ سے تمام جسم تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے۔ اسی طرح مومن دوسرے مومنوں کی تکلیف محسوس کرتا ہے۔ (احمد)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تمام مومن ایک جسم کی مانند ہیں۔ اگر اس کی آنکھ دکھتی ہے یا سر درد کرتا ہے تمام جسم بیمار پڑ جاتا ہے۔ (مسلم)

مومن دوسرے مومن کے لیے ایک عمارت کی طرح ہونا چاہیے۔ ایک دوسرے کے لیے اس طرح مضبوط ہو جیسے ایک اینٹ دوسری اینٹ کے لیے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال دیں۔ (جس کا مطلب قوت و مضبوطی تھا) متفق علیہ

# تعارف و تبصرہ

(تبصرہ کے لیے کتاب کی دو جلدیں دفتر میں آنا ضروری ہیں)

نام کتاب : سیف حقانی

مصنف : علامہ محمد عمر قریشی

قیمت : ۹/-

پتہ : توحیدی کتب خانہ چاکیواڑہ، کراچی

انگلستان کی فضاؤں میں بیٹھ کر اہل حق پر سب و شتم کرنے والے ارشد القادری نامی مصنف کی کتابوں "زلزلہ" اور "تبلیغی جماعت" کا مسکت و دندان شکن جواب علامہ محمد عمر نے اس کتاب میں دیا ہے۔

ارشد صاحب کی یہ کتابیں مغالطہ انگیزی میں اپنی مثال آپ ہیں اور ان سے اس عامہ شدید [illegible] متاثر ہو رہے ہیں۔ بعض نام نہاد ادارے اور جماعتیں ان خرافات کے مجموعوں کو مفت تقسیم کر کے صورت حال کو بڑی طرح بگاڑنے [illegible] میں ہیں۔ اور کوئی عجب نہیں کہ ایک برطانوی تنظیم جس کے ارشد صاحب کرتا دھرتا ہیں یہ گل کھلا رہی ہو۔

بہرحال جواب آں غزل از بس ضروری تھا اور قریشی صاحب نے فرض کفایہ ادا کیا ہے۔ اہل حق کی محبت میں سرشار قلم سے یہ کتاب نکلی ہے۔ پڑھیں اور حرز جاں بنائیں۔






جاری کردہ
شیخ التفسیر
حضرت مولانا احمد علی قدس سرہ العزیز

مدیر مسئول
جانشین شیخ التفسیر
مولانا عبید اللہ انور

رئیس التحریر
مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ

مدیر
محمد سعید الرحمٰن علوی

مولانا محمد اجمل
زاہد الراشدی
صالح محمد حضروی

بدل اشتراک

| | |
| --- | --- |
| سالانہ | ۲۶ ـــــ ۰۰ |
| ششماہی | ۱۴ ـــــ ۰۰ |
| سہ ماہی | ۷ ـــــ ۰۰ |
| فی شمارہ | ۰ ـــــ ۶۰ |

# اسلامی قوانین

## اور ـــــ حکمران گروہ

پنجاب اسمبلی میں گزشتہ روز امن عامہ کی صورت حال پر بحث کے دوران حزب اختلاف کے محترم رکن علامہ رحمت اللہ ارشد نے کہا کہ :-

"صوبے میں نظم و نسق کی صورت حال خراب ہے اور حالات اس وقت تک ٹھیک نہیں ہو سکتے جب تک ملک میں دستور کے تحت اسلامی تعزیرات نافذ نہیں کی جاتیں کیونکہ اسلامی قوانین کے نفاذ سے ہی ملک میں جرائم کو ختم کیا جا سکتا ہے"

پنجاب کے سینئر وزیر ڈاکٹر عبدالخالق نے اس مطالبہ کا جواب یوں دیا کہ :

"حکومت ملک میں اسلامی نظام نافذ کرنے کی پابند ہے۔ اور دستور میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے وقت مقرر کر دیا گیا ہے۔ اسلامی مشاورتی کونسل سات سال میں اپنی رپورٹ پیش کرے گی اور حکومت اس رپورٹ پر دو سال میں عملدرآمد کرے گی۔

انہوں نے کہا صرف اسلامی قوانین نافذ کرنا کافی نہیں ہو گا اسلامی نظام قائم کرنا ہو گا جس کے ہم پابند ہیں"

(بحوالہ نوائے وقت لاہور ۱۹ دسمبر)

جہاں تک علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب کے ارشاد کا تعلق ہے بلاشبہ انہوں نے قومی جذبات کی ترجمانی کی ہے۔ کیونکہ ملک میں اس مسئلہ پر کبھی دو رائیں نہیں ہوئیں۔ حتیٰ کہ عدلیہ اور انتظامیہ کے ذمہ دار افسران بھی اس دو ٹوک رائے کا متعدد بار اظہار کر چکے ہیں کہ اسلامی حدود و تعزیرات کے نفاذ کے بغیر ملک میں جرائم کا خاتمہ نہیں کیا جا سکتا۔ معاشرہ کو جرائم

(باقی ص پر)




# امر بالمعروف و نہی عن المنکر

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم

ضبط و ترتیب : ادارہ

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ : اما بعد :۔
فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :۔

ہر نظریہ حیات کے مطابق کچھ امور اچھے ہوتے ہیں۔ جنہیں انجام دینا اور پورا کرنا ضروری ہوتا ہے اور اس نظریہ کو قبول کرنے والے افراد کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اس بھلائی اور نیکی کو خود اپنائیں اور دوسروں کو اس کا حکم دیں۔ تاکہ جو چیز ان کے ذہن کے مطابق اچھا ہے وہ دنیا میں عام ہو اور زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے بہرہ ور ہوں اسی طرح کچھ چیزوں کو وہ نظریہ برا بتاتا ہے۔ اور ماننے والوں کو اس سے بچنے اور باز رہنے کی تعلیم دیتا ہے۔ نیز ان پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ وہ اس برائی اور بدی سے دنیا والوں کو روکیں تاکہ عالم کائنات اس شر اور برائی سے پاک ہو جائے۔

اچھے امور کو معروف اور بری باتوں کو منکر کے عنوان سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اسلام جو کہ انسانی زندگی میں مکمل اور جامع ترین انقلاب کا پیغام ہے۔ اس میں ان امور کو کیسے نظرانداز کیا جا سکتا تھا۔ جب کہ اس کی تعلیمات نے تا اختتام عالم فانی انسان کی رہنمائی کرنا ہے۔ صرف اور صرف اسی نظریہ حیات کو اپنا کر اس عالم میں بہتر اور حقیقی انقلاب برپا کیا جا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خالق کائنات نے انسان کی تعلیم کے لیے جو آخری ضابطۂ حیات نازل فرمایا اس میں متعدد جگہوں میں اس اصول کی اہمیت و افادیت کی وضاحت فرمائی۔

اللہ تعالیٰ نے امتِ مسلمہ کو حکم دیا ہے کہ ان میں سے ایک جماعت اس کام میں ہمہ تن مصروف ہونی چاہیے کہ وہ قرآنی تعلیم کی رو سے اچھی باتوں کا لوگوں کو پابند بنائیں۔ اور آسمانی تعلیم جن امور کو نامناسب اور غیر موزوں قرار دیتی ہے ان سے لوگوں کو باز رہنے کی تلقین کریں۔ اسی پر اکتفا نہیں بلکہ کامل مومنوں کی صفات میں ان امور کو نمایاں طور پر باقی صفات سے مقدم ذکر فرمایا۔

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ؀

(سورہ توبہ آیت ۷۱)

ترجمہ "اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ نیکی کا حکم کرتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن پر اللہ رحم کرے گا۔ بے شک اللہ زبردست حکمت والا ہے"

اس آیت کریمہ میں مومنوں کی امتیازی صفت یہ بیان کی گئی ہے۔ کہ وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں۔ یہی نہیں۔ بلکہ یہاں تک مسلمانوں کی اس صفت کو سراہا گیا ہے کہ اگر انہیں زمین پر حکومت و سلطنت کا موقعہ ملے تو وہ حقوق اللہ پورے کرنے کے ساتھ ساتھ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ بھی بجا لاتے ہیں۔

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ۔ (سورہ الحج آیت ۴۱)

ترجمہ : وہ لوگ ہم اگر انہیں دنیا میں حکومت دے دیں تو نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ دیں اور نیک کام کا حکم کریں اور برے کاموں سے روکیں اور ہر کام کا انجام تو اللہ کے ہی ہاتھ میں ہے"

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر صرف مومنوں کی صفات ہی نہیں بلکہ خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات میں بھی ان باتوں کو واضح طور پہ ذکر کیا گیا ہے۔

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ الآیہ (سورہ اعراف - آیت ۱۵۷)

ترجمہ: وہ لوگ جو اس رسول کی پیروی کرتے ہیں جو نبی امی ہے۔ جسے اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ ان کو نیکی کا حکم کرتا ہے اور بُرے کام سے روکتا ہے۔ اور ان کے لیے سب پاک چیزیں حلال کرتا ہے اور ان پر ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے۔

یہاں نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی جو تعریفیں بیان کی گئی ہیں کہ وہ رسول اور نبی ہیں، اُمی ہیں اور ان کی نشانیاں اور علامات تورات وانجیل میں مذکور ہیں۔ اور اہل کتاب ان کو بخوبی جانتے ہیں۔ نیز وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور بُرے کاموں سے منع کرتے ہیں۔ اور جو چیزیں پاک ہیں ان کے حلال ہونے کا اعلان کرتے ہیں اور جو چیزیں ناپاک ہیں ان کی حرمت بیان فرماتے ہیں۔

پس ان آیات سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی کس قدر اہمیت تعلیمات اسلامیہ میں ہے۔ جہاں اس کا مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپؐ کے پیروکاروں کی وصف خاص قرار دی ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ نیکی کیا ہے اور برائی کس چیز کا نام ہے؟

تو جیسے ابتدا میں ذکر کیا گیا ہے۔ کہ ہر نظریہ کے مطابق نیکی اور بدی کا جدا تصور ہوتا ہے اسی طرح ایک مسلمان کے لیے وہی چیز نیکی کہلائے گی جسے اسلام نیکی قرار دے، چاہے ساری دنیا اس کے خلاف ہو اور اسی طرح بدی وہ ہو گی جو اسلام کی رُو سے بری ہو۔ اگرچہ لوگ بادی النظر میں اچھا کیوں نہ سمجھیں۔

پس اسلام نے جن باتوں کے انجام دینے کا حکم دیا ہے وہ اچھی ہیں اور ان کے کرنے کا دوسرے لوگوں کو حکم دینا یہ ہی مسلمان کا فرض ہے اور جن چیزوں کو اسلام نے بُرا قرار دیا ہے۔ ان سے خود بچنا اور دوسروں کو منع کرنا یہ بھی ہر اسلام کے مدعی پہ لازم ہے۔

معروف کا معنیٰ پہچانا ہوا۔ اور نیکی اور بھلائی کو اسی لیے معروف کہا گیا ہے کہ وہ بھی ہر ایک کی جانی پہچانی ہوتی ہے اور اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اسلام نے جن چیزوں اور امور کو معروف قرار دیا اور ان کو انجام دینے اور دوسروں کو اس کی تلقین کرنے کا حکم دیا حقیقی معنوں میں معروف ہیں اور اسلام کے مخالفین بھی اس امر کو تسلیم کرتے ہیں اگرچہ ظاہر بین حضرات جو بزعم خویش نکتہ رس اور محقق کہلاتے ہیں اپنی کوتاہ علمی کی وجہ سے اس سے محروم ہیں تو اس سے اس کی حقانیت پر کیا اثر پڑتا ہے۔

منکر کا معنیٰ انکار کا ہوا اور غیر معروف۔ برائی بھی حقیقت میں ایسی چیز ہے جس کا طبیعت انکار کرتی ہے اور غیر فطری امر ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے فطرت سلیمہ اسے نہیں جانتی اور اگر فطرت مسخ نہ ہو چکی ہو تو اُسے برائی ناپسند لگتی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے نیکی اور بدی کا جو تصور دیا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے۔ نیکی وہ عمل ہے (۱) جس پر دنیا و آخرت میں اچھی جزا ملے (۲) جس سے ارتفاقات بہتر صورت پہ ظہور پذیر ہوں (۳) نظام تمدن بہتر بنے (۴) اور ملکیت کے مطیع و فرمانبردار ہونے کا ملکہ تقویت حاصل کرے۔

اور بدی ایسا عمل ہے جو نفسانی خواہش کی تحریک سے یا شیطان کے اغوا سے وجود پذیر ہو۔ اور جس پہ دنیا و آخرت میں سزا ملے۔ نظام ارتفاقات اور نظام تمدن میں خلل انداز ہو۔ اور اطاعت و انقیاد کے متضاد ملکہ پیدا ہو۔

## امر بالمعروف و نہی عن المنکر

جس طرح ہر عبادت کے لیے اسلام نے اصول و قوانین بنائے ہیں۔ اسی طرح اس فریضہ کو انجام دینے میں کیا طریقہ اختیار کیا جائے اور کون لوگ اس کے مجاز ہیں۔ اسلام میں واضح طور پہ اس کی ہدایات موجود ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول مَنْ رأی منکرًا فاستطاعَ اَنْ یُغَیِّرَہٗ بِیَدِہٖ فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فان لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فان لم یستطع بِلِسَانِہٖ فبقلبہٖ وَ ذَالِکَ اَضْعَفُ الایمان۔ (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا "جو برائی کو دیکھے اور اسے ہاتھ سے تبدیل کرنے کی استطاعت رکھتا ہو تو اسے ہاتھ سے بدل ڈالے۔ اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو پھر زبان سے منع کرے اور اگر زبان سے منع کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو دل سے اسے برا سمجھے۔ اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔"

اس حدیث کے پیش نظر علماء امت نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بارہ میں تین گروہ قائم کیے ہیں:۔

۱۔ جو ہاتھ سے روکنے کی استطاعت رکھتے ہیں یہ اربابِ حکومت اور اعیانِ سلطنت کا گروہ ہے۔ وہ چونکہ قوت اور طاقت کے مالک ہیں۔ اس لیے ان پر لازم ہے کہ وہ بذریعہ قوت وطاقت نیکی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں۔

۲۔ جو زبان سے منع کرنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ یہ علماء اور اہل دانش کا گروہ ہے۔ ان کے ذمہ نیکی اور برائی کو واضح کر کے بتا دینا ہے اور لوگوں تک یہ پیغام پہنچانا ہے۔ عمل کرانے کے وہ پابند نہیں کیونکہ وہ اس طاقت کے مالک نہیں۔

۳۔ جو نہ ہاتھ سے روک سکتے ہیں اور نہ زبان سے کہہ سکتے ہیں۔ یہ عوام کا گروہ ہے۔ ان کے ذمہ برائی سے قلبی نفرت رکھنا ہے۔ وہ کم از کم برائی کو برا جانیں۔ اور اسے نامناسب و ناپسندیدہ سمجھیں۔ یہ ایمان کا آخری درجہ ہے اگر یہ بھی نہیں تو مسلمان ہونے کا محض ادعا ہی ہے۔ ہر گروہ اپنی اپنی ذمہ داری اور فرض کی ادائیگی میں کوتاہی پر ماخوذ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اپنے فرائض بجا لانے کی توفیق بخشیں۔ آمین!

## بقیہ: اداریہ

سے پاک کرنے کا ایک ہی راستہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اسلامی نظام و قوانین کو مکمل طور پر نافذ و جاری کر دیا جائے۔ اور یہ ایک ایسا مطالبہ ہے جو ملک کی ہر سیاسی جماعت کے منشور کا حصہ ہے۔ لیکن

لیکن حکومتی پارٹی کے ترجمان ڈاکٹر عبدالخالق نے جس طرح اس مطالبہ کو الفاظ کے گورکھ دھندے میں الجھانے اور وعدۂ فردا پر ٹرخانے کی کوشش کی ہے وہ حکمران پارٹی کی مخصوص تکنیک کا شاہکار ہے۔

سوال یہ ہے کہ جب آئین میں سات سال کے اندر تمام قوانین کو اسلامی سانچہ میں ڈھالنے کی بات طے ہو چکی ہے اور اسلامی نظریاتی کونسل کو ہر سال رپورٹ پیش کرنے کا پابند کیا گیا ہے تو اس وقت تک جب کہ آئین کے نفاذ کو دو سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے اسلامی نظریاتی کونسل کی کتنی رپورٹیں قومی یا صوبائی اسمبلیوں میں زیر بحث آئی ہیں۔ اور اس سلسلہ میں کیا پیش رفت ہوئی ہے؟ بات آئین میں اندراج کی نہیں عمل کی ہے۔ کیونکہ جب تک عمل نہ ہو محض آئین میں لکھ دینے سے کوئی مسئلہ حل نہیں ہو سکتا لیکن ہمارے حکمران تو قول و فعل میں تضاد کے اس قدر عادی ہو چکے ہیں کہ ان کی کسی بات پر یقین کرنا مشکل ہو گیا ہے۔

اسلامی نظام اور قوانین ہمارے معاشرہ کے لیے ایک ناگزیر ضرورت ہی کی حیثیت نہیں رکھتے بلکہ ملکی وحدت و سالمیت کا مدار بھی اسلام کے نظام عدل و انصاف کے نفاذ پر ہے۔ اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ ایسی انصاف پسند اور دیانت دار قیادت کو آگے لانے کی کوشش کی جائے جو اسلام کے عادلانہ نظام و قوانین کے ذریعہ معاشرہ کو جرائم سے پاک کر کے ایک صحیح، پاک اور خوشحال مسلم معاشرہ کی داغ بیل ڈال سکے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

سیدنا حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

# عثمان بن عفان

**نام ونسب**

سیدنا عثمان نام ، ابو عمرو اور ابو عبداللہ کنیت ، ذوالنورین لقب اور امیرالمومنین خطاب تھا۔

آپ کی نانی ام بیضا عبدالمطلب کی بیٹی ہیں جو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی حقیقی پھوپھی ہیں۔

**حلیہ مبارک**

آپ نہایت حسین و جمیل تھے ۔ رنگ میں سرخی چمکتی رہتی تھی ۔ میانہ قد تھا ۔ دونوں کندھوں کے درمیان کافی فاصلہ تھا ۔ لمبے ہاتھ ان پر بال اور پنڈلیاں بھری ہوئی تھیں ۔ داڑھی کے بال گھنے ، سر کے بال گھنگھریالے اور کنپٹی سے نیچے تک تھے ۔ جن میں زرد رنگ کا خضاب لگایا کرتے تھے ۔ دانت مبارک نہایت خوشنما اور سونے کی تار سے بندھے ہوئے ہوتے ۔ آپ کی انگوٹھی پہ آمنت بالذی خلق فسوّیٰ نقش تھا۔

**عادات وخصائل**

آپ نہایت منکسر المزاج ، زاہد ، عابد ، نرم خو ، مستقل مزاج اور نہایت متواضع اور بردبار تھے ۔ اکثر اپنا کام خود کر لیا کرتے ۔

اسلام سے قبل بھی قریش میں صاحب ثروت اور سخاوت میں مشہور تھے ۔

علامہ حافظ سیوطیؒ فرماتے ہیں ۔ آپ اکثر روزہ سے رہتے اور بحالت روزہ ہی شہید ہوئے ۔ قرآن کی تلاوت اور بکثرت عبادت کیا کرتے ۔ پیشانی پر کثرت سجود سے نشان پڑ گئے تھے ۔ تہجد کے وقت خود وضو کا اہتمام فرمایا کرتے ۔ ایک دن کسی نے عرض کیا خدام کو آپ کیوں نہیں حکم دیتے ؟ فرمایا ۔ کیا رات ان کے سکون اور آرام کے لیے نہیں بنائی گئی ۔

کثرت سے حج اور عمرے کئے ۔ اعزہ و اقارب سے صلہ رحمی فرماتے اور صلہ رحمی میں اپنے ہمسروں سے بہت ممتاز تھے ۔

**شخصیت وخدمات**

آپ سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے نہایت معتمد رفقاء میں سے تھے ۔ انہی کی دعوت اور تبلیغ و تحریک پر ۳۴ سال کی عمر میں اسلام کا جوا اپنی گردن میں ڈالا ۔ اسلام قبول کرنے میں آپ چوتھے مسلمان ہیں ۔ جاہلیت ہی میں اپنے نفس پر شراب حرام کر رکھی تھی ۔ زنا اور چوری سے آپ کو ابتدا سے ہی نفرت تھی ۔ آپ کو ہی یہ فخر حاصل ہے کہ حضورؐ نے اپنی دو صاحبزادیاں سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے نکاح میں دیں ۔ ان دونوں کے ساتھ حسن سلوک کی وجہ سے ہمیشہ حضورؐ آپ سے خوش رہے ۔ اکثر اوقات آپ نے کتابت وحی کا فریضہ بھی انجام دیا ۔

آپ کے زمانہ خلافت میں بہت سی فتوحات ہوئیں مشرق میں خراسان ، سندھ ، کابل ، ترکستان اور ماوراء النہر مغرب میں مراکش ، تیونس ، اسکندریہ ، طرابلس سلطنت اسلامیہ میں داخل ہوئے ۔

سب سے پہلے آپ ہی کے زمانۂ خلافت میں بحری لڑائی ہوئی ۔ اس معرکہ میں ہرقل کا بحری بیڑہ تباہ ہوا اور بہت سے جزائر پر اسلامی پرچم لہرانے لگا ۔ جن میں قبرص کریٹ اور مالٹا کے جزائر خاص طور پر قابل ذکر ہیں ۔

آپ ہی نے لوگوں کی جاگیریں مقرر کیں ۔ حیوانات کے لیے چراگاہیں بنوائیں ۔ تمام مسلمانوں کو ایک قرأت پر متفق کیا ۔ جمعہ میں اذان اول کا اضافہ کیا ۔ مؤذنین کے روزینے مقرر کئے ۔ مسجد میں خوشبو جلوانے کا اضافہ کیا ۔ جنگ بدر کے علاوہ تمام غزوات میں حضورؐ کے ساتھ ہم رکاب رہے ۔ بیعت رضوان آپ کی وجہ سے ہی وقوع

میں آئی۔ جنگ خیبر میں آپ کو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیمپ افسر مقرر کیا۔ مالی جہاد میں بھی آپ پیش پیش ہوتے۔ بیرِ رومہ کا آب شیریں آپ نے ہی تیس ہزار درہم پہ خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کیا تھا۔ غزوہ تبوک میں نقد مال کے علاوہ ستر گھوڑے اور ایک ہزار اونٹ مع ساز و سامان کے دیے اور مسجد نبویؐ کے لیے پچیس ہزار کی زمین لے کر وقف کی۔

آپ عشرہ مبشرہ کے ممتاز رکن ہیں۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی شہادت کے بعد بالاتفاق مسلمانوں کے تیسرے خلیفہ راشد بنے۔ بارہ سال آپ نے امورِ خلافت انجام دیے۔ آپ سے ۱۴۶ احادیث روایت کی گئی ہیں۔ سب سے پہلے آپ ہی نے ہجرت فرمائی دو بار حبشہ کو اور پھر حبشہ سے مدینہ کو ہجرت کی۔ آپ ہی کی شخصیت ہے جس سے خدا کے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔

اَلَا اَسْتَحْیِیْ مِنْ رَجُلٍ یَسْتَحْیِیْ مِنْہُ الْمَلَائِکَۃُ۔

حضورؐ نے فرمایا "میں ایسے شخص سے کیوں نہ حیا کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں"۔

آپ ہی کے بارے میں اوّل شب سے لے کر طلوع فجر تک حضورؐ ہاتھ اٹھا کر دعا فرماتے رہے۔

اَللّٰھُمَّ عُثْمَانَ رَضِیْتُ عَنْہُ فَارْضَ عَنْہُ۔

"اے اللہ! میں عثمان سے راضی ہوں تو بھی عثمان سے راضی رہ" (رضی اللہ عنہ)

آپ ہی کے متعلق ارشادِ نبوت ہے:۔

عثمان احیٰ امتی واکرمھا

"عثمانؓ میری امّت میں سب سے زیادہ حیادار اور سخی ہیں"۔ (رضی اللہ تعالےٰ عنہ)

## شہادت

آپ کو حضورؐ کی پیشین گوئی کے مطابق اپنی شہادت کا پورا یقین تھا۔ اس لیے آپ صبر و استقلال کا پہاڑ بنے ہر لحہ جام شہادت نوش کرنے کے منتظر رہتے۔

آپ نے یوم شہادت کو ایک پاجامہ منگوایا جو آپ نے ساری عمر نہیں پہنا تھا۔ اس کو پہن کر آپ نے فرمایا۔ آج رات میں نے خواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔ سیدنا ابوبکر اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی آپ کی معیت میں ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے فرما رہے ہیں:۔

"صبر کرو، تم شام کو روزہ ہمارے پاس افطار کروگے"۔

یہ جمعہ کا دن تھا اور آپ روزے سے تھے۔ آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد کرتے لیکن اس روز آپ نے بیس غلام آزاد کئے اور اس کے بعد قرآن پاک کی تلاوت میں مشغول ہو گئے۔

باغیوں نے آپ کے گھر کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ دروازہ پہ سیّدنا حضرت حسن، سیدنا حضرت حسین، سیدنا عبداللہ بن زبیر، سیدنا محمد بن مسلم وغیرہ صحابہ کرامؓ کے صاحبزادے کھڑے پہرہ دے رہے تھے۔ باغیوں نے جب دیکھا کہ گھر میں داخلہ کی کوئی صورت نہیں تو پھاٹک کو آگ لگا دی اور دوسرے مکانوں سے اوپر چڑھ کر دارِ خلافت میں داخل ہو گئے۔ سیدنا عثمان غنیؓ تلاوت کلام پاک میں مشغول تھے۔ کنانہ بن بشر نے آگے بڑھ کر آپ کی پیشانی پر اس زور سے لوہے کی لٹھ ماری کہ آپ پہلو کے بل گر پڑے اور زبان پر بسم اللہ توکلت علی اللہ کا جملہ جاری ہو گیا۔ پیشانی مبارک سے خون کے قطرات ٹپک کر آیت فَسَیَکْفِیْکَھُمُ اللّٰہُ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ پر گرے اور قرآن ہمیشہ کے لیے آپ کی شہادت کا گواہ بن گیا۔

آپ کی وفا شعار اہلیہ محترمہ حضرت نائلہ آپ کو بچانے کے لیے بے تابانہ آگے بڑھیں تو ان کی تین انگلیاں کٹ گئیں۔ شقی القلب عمرو بن الحمق نے عثمان ذوالنورینؓ کے سینہ مبارک پہ چڑھ کر مسلسل کئی وار کئے جو آپ کے لیے جان لیوا ثابت ہوئے۔ درندہ صفت سودان بن عمران نے لپک کر شرم و حیا کے پیکر، شرافت و نجابت کے مجسمہ، دامادِ نبیؐ سیدنا عثمان ذوالنورین کو شہید کر دیا۔

شہادت ۱۸ ذوالحجہ ۳۵ھ کو آپ کی عمر ۸۲ سال تھی۔ بعض کے نزدیک آپ کی عمر ۸۶ یا ۹۰ سال کی تھی۔ جب باغیانِ مصر کے ظالم ہاتھوں آپ شہید ہوئے۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(باقی ص ۲۴ پر)

# ثمرات الاوراق

## انتخاب لاجواب

خطیب اسلام حضرت مولانا محمد اجمل مدظلہ

### عضد الدولہ کے انصاف کا ایک حیرت انگیز واقعہ

عضد الدولہ کو اس کے ایک مخبر (خفیہ پولیس کے اہلکار) کے ذریعہ خبر ملی کہ قاضی القضاۃ کے پاس ایک شخص بیس ہزار دینار امانتاً رکھ گیا تھا۔ وہ شخص حج کے بعد روم کی ایک مذہبی لڑائی میں جہاد کا ثواب حاصل کرنے کے لئے شامل ہوا۔ اور زخمی ہو کر قید ہو گیا۔ جہاں سے چار سال کے بعد رہائی ملی۔ اور دس برس کے بعد جب واپس اپنے شہر میں آیا اور قاضی سے روپے طلب کئے تو اس نے جان پہچان تک سے انکار کر دیا۔ بلکہ یہاں تک کہا کہ اگر زیادہ دق کرو گے تو دیوانہ قرار دے کر بیمارستان (ہسپتال) میں بھجوا دوں گا، جہاں ساری عمر سڑتا رہے گا۔

بادشاہ نے اس شخص کو بلایا۔ اور اس سے ساری داستان مفصل سنی اور دو سو دینار خرچ کے لئے دے کر رخصت کر دیا اور کہا جب میں بلاؤں اس وقت جہاں ہو اور جس حال میں ہو چلے آنا۔ اس کے جانے کے بعد بادشاہ نے قاضی کے امتحان کے لئے ایک دن اس کو خلوت میں بلوایا اور شہزادوں اور شہزادیوں کے متعلق گفتگو کر کے کہا کہ زندگی کا کوئی اعتبار نہیں۔ شہزادوں کی طرف سے خطرہ ہے کہ وہ اپنی بہنوں کو واجبی حصہ بھی نہ دیں گے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ جیسے متدین اور متقی، دیندار کے پاس جواہرات اور کچھ نقد روپیہ جمع رکھ دوں تاکہ جب وہ زمانہ آئے جس کا مجھے خطرہ ہے تو لڑکیوں پر مصیبت نہ پڑے اور آپ اس کام کے لئے وسیع تہ خانہ بنوائیں اور میرے اور آپ کے اور اس علام الغیوب کے سوا جو دلوں کے تمام حالات جاننے والا ہے اور کسی کو اس کی خبر نہ ہو۔ بادشاہ نے دو سو دینار تہ خانہ بنوانے کے لئے بھی دیئے۔

قاضی صاحب دل میں خوش ہو کر رخصت ہوئے کہ بڑھاپے میں خدا نے سنی اس قدر مال مفت ملنے لگا ہے کہ جس کی کبھی توقع بھی نہ ہو سکتی تھی۔ بیس ہزار دینار بھی خدا نے گھر بیٹھے دلوا دیئے۔ اب وہ لاکھ روپے پیٹے ایک حبہ بھی نہیں پا سکتا۔ اور بادشاہ کے مرنے کے بعد یہ جواہرات اور خزانہ بھی سب میرا ہی ہے نہ کوئی دستاویز ہے نہ کوئی گواہ۔

تہ خانہ تیار کروا کر قاضی نے اطلاع دی۔ بادشاہ نے ایک سو چالیس آفتابوں میں دینار اور تین ڈبوں میں مروارید اور چند پیالوں میں یاقوت لعل فیروزہ بھر کر خزانہ میں پہلے ہی رکھوائے تھے۔ قاضی یہ دیکھ کر نہال ہو گیا۔ بادشاہ نے کہا۔ آج ہی یہ امانت پہنچ جائے گی اور یہ کہہ کر اس کو رخصت کر دیا۔ اس کے بعد اس مظلوم کو بلوایا اور کہا آج قاضی سے جا کر سختی سے تقاضا کرو۔ اگر وہ نہ مانے تو کہو۔ میں بادشاہ سے کہہ دونگا۔ جو آپ کی عزت کو خاک میں ملا دے گا۔ اور مجھے میرا روپیہ بھی دلوا دے گا۔ وہ شخص گیا اور سختی سے تقاضا کرنے لگا۔

قاضی نے سوچا کہ اگر اس کم بخت نے شور مچایا تو شاید بادشاہ تک نوبت پہنچ جائے اور اُدھر بادشاہ نے آج ہی خزانہ بھجوانے کا وعدہ کیا ہے ایسا نہ ہو کہ اس بیس ہزار کے بدلے وہ لاکھوں روپے اور جواہرات ہاتھ سے جاتے رہیں۔ اور بے اعتباری و بے عزتی الگ ہو۔ یہ سوچ کر اس کی ساری رقم دے دی اور کہا جو کچھ اب تک ہوا تمہارے ہی فائدے کے لئے تھا۔ اب تم صبر نہیں کرتے تو لے جاؤ۔ ہمارا کیا ہے تمہارا ہی مال ہے وہ شخص دینار مزدوروں کے سر پہ اٹھوا کر بادشاہ کے پاس لے گیا۔ بادشاہ کو معلوم ہو گیا کہ قاضی نے واقعی خیانت کی ہے اور اگر اس کو ان جواہرات کی طمع نہ ہوتی تو کبھی وہ امانت واپس نہ دیتا۔ بادشاہ نے قاضی کا تمام اسباب ضبط کر لیا۔ اس کو عہدۂ قضا سے ہٹا دیا اور اس کی ضعیفی کی وجہ سے اس سے زیادہ کوئی سزا اس کو نہ دی۔

## بادشاہ اور غریب عورت کا مقدمہ قاضی کی کچہری میں

الحکم باپ کے مرنے پر سنہ ۹۶۱ء بمطابق سنہ ۱۵۰ھ میں تخت پر بیٹھا اور سنہ ۸۲۰ء یعنی پچیس سال تک حکومت کرتا رہا۔ الحکم سے لوگوں کو بہت کچھ توقعات تھیں۔ وہ حکمرانی کے قابل تھا مگر طبیعت کا بڑا سخت تھا۔ اس نے ایک مرتبہ اپنے دشمنوں کے تین سو سروں کو اپنے محل میں ٹنکوا دیا تھا۔ اس لئے کسی کو اس کے سامنے بولنے کی طاقت نہ تھی۔ بایں ہمہ اس کے عہدِ حکومت میں جرأت و حق گوئی اور فیاضی کا ایک بے نظیر واقعہ گذرا ہے جو تاریخ اسپین میں تو بڑی تفصیل سے درج ہے مگر یہاں خلاصتہً درج کیا جاتا ہے۔

الحکم کو ایک مرتبہ ایسی جگہ بنگلہ بنانے کا خیال ہوا جو آب و ہوا کے لحاظ سے تو بہت اچھی تھی لیکن ایک بیوہ عورت کے قبضہ میں تھی۔ جو اپنی کٹیا بنا کر وہاں زندگی کے دن کاٹ رہی تھی۔ خلیفہ نے اس کا مکان خریدنا چاہا۔ لیکن اس نے دینے سے انکار کر دیا۔ آخر زبردستی وہ زمین لے لی گئی، بادشاہ نے وہاں ایک خوشنما بنگلہ تعمیر کرایا۔ عورت ہر چند بیوہ تھی۔ اور غریب تھی لیکن اسلام نے جو حقوق مساوات و آزادی کے عطا کئے تھے ان سے آگاہ تھی اس نے محکمہ قضا میں بادشاہ پر استغاثہ دائر کر دیا۔ اور قاضی سے کہا۔ ایک غریب بیوہ کا مقابلہ بادشاہ سے ہے۔ انصاف کی توقع کم ہے، لیکن اگر تم آزادی اور جرأت اور اپنے اختیارات سے جو تم کو حاصل ہیں انصاف کرو گے تو میں کبھی اپنے حق سے محروم نہیں رہ سکتی۔

قاضی نے کہا۔ اے بڑھیا بے فکر رہ میں عدل و انصاف کی کرسی پر بادشاہ اور ایک غریب عورت کو ایک ہی نظر سے دیکھوں گا۔ قاضی بادشاہ کی تند مزاجی اور اس کی طبیعت کی تلخی سے واقف تھا۔ اس نے ضابطہ اور قانون کے ساتھ دوسری تدبیر سے بھی کام نکالنا چاہا۔ چنانچہ جب بادشاہ اپنے بنگلہ اور محل کا ملاحظہ کر رہا تھا اور باغات کو دیکھ رہا تھا۔ قاضی ایک گدھا مع خالی بورے کے ہانکتا ہوا خلیفہ کے پاس لے گیا اور اس سے اجازت طلب کی کہ میں اس جگہ کی مٹی لینے آیا ہوں۔ خلیفہ نے اجازت دے دی۔ جب قاضی نے بورا مٹی سے بھر لیا تو خلیفہ سے کہا مجھے تھوڑی سی مدد دیجئے کہ میں بورے کو گدھے پر رکھ لوں۔ خلیفہ قاضی کے تمسخر پر خوش ہوتا رہا۔ بوجھ اٹھانے میں اس نے مدد دی۔ لیکن بہت بھاری ہونے کی وجہ سے بورا اٹھ نہ سکا۔ قاضی نے کہا:۔

جب آپ ایک بورے کا بوجھ دوسرے کی مدد سے بھی نہیں اٹھا سکتے تو اس دن جب احکم الحاکمین ذرا ذرا حساب لے گا اور جب عدل و انصاف گدا و بادشاہ اور فقیر و غنی سب کو ایک قطار میں کھڑا کر دے گا۔ اور جب گدڑی پوش اپنے اعمالِ حسنہ کی وجہ سے نا انصاف بادشاہوں پر سبقت لے جائیں گے آپ ساری زمین کا بوجھ کس طرح اٹھا سکیں گے۔ اور جب قیامت کے دن وہ غریب بڑھیا جس کا مکان زبردستی چھین کر اور گرا کر آپ نے یہ محل تیار کروایا ہے۔ خدا کی جناب میں جو آہ مظلوماں کی داد رسی کی خاطر اجابت و قبولیت کو استقبال اور پیشوائی کے لئے دور تک آگے روانہ کر دیتا ہے اپنا استغاثہ پیش کرے گی۔ تو وہاں آپ کیا جواب دیں گے۔

خلیفہ الحکم قاضی کی یہ تقریر سن کر کانپ اٹھا اور اس کی حق گوئی و جرأت کی تعریف کی اور چونکہ اس زمین پر جو اس نے زبردستی حاصل کی تھی اب محل تیار ہو چکا تھا۔ اس لئے بادشاہ نے وہ محل اور باغ مع تمام ساز و سامان، جو لاکھوں روپیوں کی ملکیت کا تھا اس غریب بڑھیا کو دے دیا جس سے وہ مالا مال ہو گئی۔

## زبان کٹوادی مگر کلمۂ حق کہنے سے باز نہ رہے

مولانا عماد الدین غوری ابتدائے عمر میں طاقت جسمانی یعنی فن پہلوانی کا ایک ستون تھے۔ علمائے عصر نے ان میں جوہرِ سعادت دیکھا تو درس تدریس کا مشورہ دیا۔ آپ نے پہلوانی چھوڑ کر علم حاصل کیا۔ یہاں تک کہ عالم متبحر ہو کر دین کا ستون بنے۔

ایک دن محمد تغلق کے دربار میں بیٹھے تھے محمد تغلق نے کہا "فیض خدا منقطع نیست چرا باید کہ فیض نبوت منقطع شود و اگر کسے حالا دعوی پیغمبری بکند و معجزہ نمائد تصدیق مے کنند یا نہ" یہ سننا تھا کہ غیرت اسلامی سے مولانا کی آنکھوں میں خون اتر آیا فرمایا "اے بادشاہ گوہ مخورد چہ می گوئی" بادشاہ نے حکم دیا۔ عماد کو ذبح کرو اور اس کی زبان باہر نکال دو۔" آپ نے نہایت بے پرواہی سے اس حکم کو سنا اور کلمۂ حق کہتے ہوئے شہید ہو گئے۔

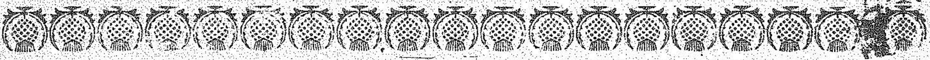
(باقی آئندہ)

ایک سفر ایک داستان

(مسلسل)

# اعمال عمرہ





سید محمد طیب ہمدانی

اب حرم محترم کی سرزمین میں کارواں داخل ہو رہا ہے میدان عرفات کے درمیان سے سڑک بلد حرام کو جاتی ہے۔ نوذی الحجہ کے قیام عرفات کے لیے ابھی سے تیاریاں ہو رہی ہیں۔ خیموں کا شہر آباد ہو رہا ہے۔ تا حدِ نظر خیمے ہی خیمے آخر لاکھوں انسانوں کے قیام کا انتظام کیا جاتا ہے۔ میدان کی وسعت یوں محسوس ہوتی ہے کہ اگر کروڑوں بھی آ جاویں تو سما جاویں۔ میدان کے ایک کنارے پر بر لب سڑک مسجد نمرہ ہے۔ بڑی وسیع و عریض عمارت ہے اور ابھی زیر تعمیر۔ چند دوستوں کو شہر بھیج دیا کہ کارواں کے قیام کا انتظام کریں۔ چونکہ سرزمین حرم شروع ہو چکی ہے۔ آیئے پروردگار عالم سے بصد عجز و نیاز معروضات بھی پیش کرتے چلیں:۔

اللھم ان ھذا حرمك وحرم رسولك فحرم لحمی ودمی علی النار اللھم امنی من عذابك یوم تبعث عبادك واجعلنی من اولیائك واھل طاعتك و تب علی انك انت التواب الرحیم

کافی عرصہ انتظار کے بعد کارواں روانہ کر دیا۔ راقم خود ایک آخری گاڑی میں سوار ہو گیا ایک چوک پر ابھی چار گاڑیاں ہی گذر پائی تھیں کہ ٹریفک پولیس نے روک دیا۔ دو گاڑیاں پیچھے رہ گئیں جب تک راستہ کھلتا اگلی گاڑیاں جا چکی تھیں۔ آخر جدھر منہ آیا چل دیئے آگے مقام مدعیٰ آ گیا۔ پھر دعا مانگتے چلو:۔

ربنا آتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار اللھم انی اسالك من خیر ما سالك منه نبیك محمد صلی اللہ علیه وسلم واعوذبك من شر ما استعاذك منه نبیك محمد صلی اللہ علیه وآله وسلم

اب مسجد حرام کے سامنے سے گذر ہو رہا ہے کہ نماز عصر کی اذان حرم کے میناروں سے گونج اٹھی۔ بے لبسی ملاحظہ ہو کہ مسجد حرم کے قریب ہونے کے باوجود بھی اس علاقہ میں ٹریفک رک نہیں سکتا۔ قیام گاہ کی تلاش میں سرگرداں بڑی مشکل سے معلم کے نمائندہ کو ایک جگہ جا لیا اور قیام گاہ تک رہنمائی کے لیے راضی کیا۔ جو پرانے شہر سے دور مسفلہ کے راہ پر ایک بر لب سڑک ہوٹل تک پہنچا گیا۔ سامان ٹھکانے لگا کر نماز عصر ادا کی۔

نمائندے کا حصول جوئے شیر لانے کے مترادف ہے اگرچہ ان کے واجبات آپ نے ادا کر دیئے ہیں لیکن ان کی راہنمائی کی توقع عبث ہے۔ ہمراہیوں کے گروپ بنائے ضعفاء کا گروہ میرے سپرد کر دیا گیا۔ لبیک کی آواز پکارتے حرم کی راہ لی۔ اب سامنے مسجد الحرام کی پرشکوہ عمارت نظر آ رہی ہے۔ ایک عرب سے پوچھا باب السلام کونسا دروازہ ہے اس نے اشارہ سے بتلا دیا۔ ادھر دروازہ میں قدم ہی رکھا تھا بسم اللہ والحمد للہ والصلوٰۃ علی رسول اللہ اللھم افتح لی ابواب رحمتك وادخلنی فیھا اللھم انی اسئلك فی مقامی ھذا ان تصلی علی سیدنا محمد عبدك ورسولك وان ترحمنی وتقیل عثرتی وتغفر ذنوبی وتضع عنی وزری ابھی دعا ختم نہ ہوئی کہ مسجد حرام کے میناروں سے خدا کی کبریائی کا اعلان شروع ہو گیا مؤذن کی آواز چرخ نیلی فام کے دروازوں کو کھٹکھٹاتی محسوس ہوئی یوں محسوس ہوا کہ مکہ کے در و دیوار تو کیا اس کے گردا گرد پہاڑ بھی ہمہ تن گوش بر آواز ہو گئے اب پہلے فریضہ نماز کی ادائیگی کی گئی اور اعمال عمرہ کو ملتوی کرنا پڑا۔ نماز مغرب سے فارغ ہو کر تحیۃ المسجد کے دو نفل جو پہلے ادا کرنے تھے اب ادا کئے مسجد کے دالان سے آگے بڑھے تو سامنے کعبۃ اللہ کی عمارت نظر پڑی اللہ اکبر اللہ اکبر

لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اعوذ برب البیت من الکفر والفقر ومن ضیق الصدر وعذاب القبر۔ بعض روایات میں ہے کہ تکبیر کہتا ہوا حجر اسود کی طرف بڑھتا چلا جائے اور اپنے مالک یوں عرض کرتا جائے اللھم انت السلام ومنک السلام

والیک یرجع السلام حینا ربنا بالسلام

وادخلنا دارک دار السلام تبارکت ربنا وتعالیت یا ذالجلال والاکرام اللھم زد بیتک ھذا تعظیما وتشریفا ومھابۃ یہ سب کچھ بجا لیکن یہاں ان رٹی رٹائی دعاؤں کے لا اپنے کی ہوش ہی کس کو تھی اور یہ تو قائمی ہوش و حواس کی باتیں ہیں۔ بیت اللہ الحرام پہ پہلی نظر پڑتے ہی جلال الٰہی کی ہیبت نے دل و دماغ پہ ایسا اثر کیا کہ نصف صدی میں از بر کی ہوئی سینکڑوں دعائیں جنہیں دوران سفر کئی دفعہ دہرا چکا تھا اور جو کچھ بھی سوچ رکھا تھا سب ذہن سے محو ہو گیا اور دماغ کف دست کی مانند ان سب معلومات سے تہی دست ہو چکا تھا۔ گزشتہ نصف صدی کے اعمال کا ایک دفتر تھا جو آنکھوں کے سامنے کھلا پڑا تھا۔ اپنی سستیوں کاہلیوں نافرمانیوں اور نابکاریوں کی تصویر متشکل ہو کر نگاہوں میں پھر گئی احساس شرمندگی و پشیمانی سے گردن جھک گئی اور آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔ کعبۃ اللہ یوں معلوم ہو رہا تھا کہ سیاہ لبادہ لپٹا محبوب کا محمل ہے جس کے گرد عشاق پروانہ وار گھوم کر قربان ہو رہے ہیں کہ کہیں اس کی اوٹ سے حسن جہاں آرا کی جھلک پڑے۔

شاہ و گدا امیر و غریب۔ بوڑھے اور جوان بچے اور عورتیں۔ عربی ہوں یا عجمی۔ مصری ہوں یا شامی۔ ہندی ہوں کہ پاکستانی، ترکی، ہوں یا افریقی۔ جاوی اور آسامی۔ ملائی اور انڈونیشی غرضیکہ دنیا کے کونہ کونہ سے مختلف رنگ و نسل کے افراد ایک ہی لباس پہنے ایک ہی سے اپنی وارفتگی کا اظہار کرتے ایک ہی کا نام پکارتے دیکھے تو حافظ شیرازی یاد آ گئے ؎

غلام نرگس مست تو تاجدار انند

خراب بادۂ لعل تو ہوشیار انند

نہ من بر آں گل عارض غزل سرایم و بس

کہ عندلیب تو از ہر طرف ہزار انند

کہاں کھو گئے ہو آگے بڑھو اور حجر اسود کو سیدھے رخ کر لو۔ نماز میں جیسے تکبیر کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہو اٹھا کر تکبیر کہو اس گھر والے کی بڑائی کہو اس کی عظمت و کبریائی کے گیت گاؤ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر آگے بڑھ کر اس سیاہ پتھر پہ اپنے لب رکھ دو۔ آہ ہمارے اعمال کی تیرگی نے اسے بھی سیاہ کر دیا ہے ورنہ یہ تو سفید یاقوت تھا۔ یہ تو سیاہی چوس کی طرح ہمارے دلوں کی سیاہیاں جذب کرتا رہا ہے اور کرتا رہے گا۔ تو تم بھی اپنے آئینہ دل کی سیاہیاں صاف کر لو اور پکارو اللھم اغفرلی ذنوبی وطھر قلبی واشرح لی صدری ویسرلی امری وعافنی فیمن عافیت یا یہ کہو اللہ اکبر اللہ اکبر اللھم اعطنی ایمانا وتصدیقا بکتابک ووفا بعھدک و اتباعا لسنۃ نبیک اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ واشھد ان محمدا عبدہٗ ورسولہٗ کیا کہا پروانوں کی کثرت ہے ہجوم کو چیر کر آگے بڑھنا تم جیسے ضعیف البیان کے بس کی بات نہیں دیکھو رحیم و کریم نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کو کتنا آسان کر دیا ہے۔ صرف حجر اسود کی طرف ہاتھ کر کے اپنے ہاتھوں کو بوسہ دے لو لیکن یاد رکھو کہ بوسہ کی سنت ادا کرتے ہوئے کسی مسلمان کو دھکا یا تکلیف دے کر آگے بڑھنا جائز نہیں۔ اپنی چادر کو داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں مونڈھے پر لپیٹ لو اور طواف کے ساتوں چکروں میں سے پہلے تین چکروں میں پہلوانوں کی طرح اکڑ کر چلو۔ ہاں ہاں اکڑ کر چلنا جائز نہیں اور خدا کو اکڑ فول پسند نہیں لیکن اپنے پیاروں کی یہ اک ادا تھی جو پسند آ گئی اب یہاں اس کی نقالی کا حکم ہے یہی صورت مقبول ہے اور برائی بھی بھلائی بن گئی۔ چکر کاٹتے ہوئے جب بھی حجر اسود کے پاس سے گزرو تو تکبیریں کہو اور حسب سابق بوسہ دے لو۔ ساتوں چکروں میں دعا و استغفار کرتے رہو۔ یہاں تو سب دعائیں ہی ذہن سے نکل چکی تھیں۔ اگر کچھ کہا جا رہا تھا تو بلا اختیار وہ آب بھی یاد ہے۔ ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخسرین۔ ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار اگر کبھی اس دیوانہ وار سرگشتگی میں کعبۃ اللہ کے پردہ تک رسائی ہو جائے تو یوں سمجھو کہ دامن الٰہی تک پہنچ گئے ہو لپٹ جاؤ اور رو رو کر اپنے جرائم کی سیاہی کو دھو لو۔ ساتوں شوط مکمل ہو لئے تو ایک ساتھی نے جھنجھوڑا کہ طواف پورا ہو گیا اگر تنبیہ نہ ہوتا تو شاید کبھی اس کا احساس نہ ہوتا۔ تو آؤ بھئی اب مقام ابراہیم پہ چلیں اور واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی کی تعمیل کر لیں۔ ان نوافل کی لذت و حضوری ناقابل بیان ہے۔ یہاں ایک شیشے کے مدور کیبن میں اس پتھر کو محفوظ کر دیا گیا ہے جو تعمیر کعبہ میں سیدنا ابراہیم خلیل اللہ نے استعمال فرمایا تھا جس پہ خلیل اللہ کے نقش کف پا تا حال ثبت ہیں جب خانہ کعبہ کی دیواریں اونچی ہو گئیں تو سیدنا ابراہیم اس پہ کھڑے ہو گئے تھے یہ ضرورت کے مطابق دائیں بائیں اوپر نیچے ہو جاتا رہا۔ نوافل کے بعد پورے عجز و الحاح سے دعا کیجئے جو کبھی سب کے مورث اعلیٰ سیدنا آدم علیہ السلام

نے مانگی تھی اور سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی روایت ہے۔
اللھم انک تعلم سری وعلانیتی فاقبل معذرتی وتعلم حاجتی فاعطنی سؤلی وتعلم ما فی نفسی فاغفرلی ذنوبی اللھم انی اسئلک ایمانا یباشر قلبی ویقینا صادقا حتی اعلم انہ لا یصیبنی الا ما کتبت لی ورضنی بما قسمت لی یا ارحم الراحمین
چند قدم پیچھے ہٹو اور چشمہ زمزم کی سیڑھیاں اتر کر اس بابرکت پانی کو خوب سیراب ہوکر پیو جو سیدنا اسمٰعیل نے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر رحمت خداوندی کو متوجہ کرکے لیا تھا۔ پیو بھی اور اللہ تعالےٰ اپنے خالق و مالک سے جو مانگنا ہو مانگ لو اللھم انی اسئلک رزقا واسعا وعلما نافعا وشفاء من کل داء۔ اب ہوسکے تو درکعبہ اور حجر اسود کے درمیانی حصہ دیوار سے لپٹ جاؤ اور رو رو کر دنیا و آخرت میں کامیابی مانگ لو۔ کیونکہ امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ السلام نے خود فرمایا ھھنا تسکب العبرات اب یوں کہئے السائل ببابک نسئلک من فضلک ومعروفک ویرجو رحمتک
اب مقام صفا کو چلئے اور یوں کہتے جائیے ابداء بما بدا اللہ تعالیٰ ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بھما ومن تطوع خیرا فان اللہ شاکر علیم گنبد تلے صفا پہاڑی کا نشان تاحال موجود ہے اس پر قبلہ رخ کھڑے ہوکر دعا کیجئے اور دائیں ہاتھ کی روش سے مروہ کو جائیے اور مسنونہ دعائیں ورد زبان ہوں۔ سبز ستونوں کے درمیان ذرا دوڑ کر گزریئے پھر عام رفتار سے چلئے اور مروہ پر پہنچ کر قبلہ رخ کھڑے ہوکر دعا کیجئے۔ صفا سے مروہ تک ایک چکر ہوگیا پھر مروہ سے صفا تک دوسرا چکر اس طرح سات چکر لگائیے۔ اب دعا کے بعد سر منڈوا لیجئے یا بال کٹوا لیجئے احرام اتار کر نہا دھو لیں اور عام لباس استعمال کریں۔ عمرہ ہوچکا۔ احرام کی پابندیوں سے فراغت ہوگئی۔
صفا و مروہ پہاڑیاں مشہور ہیں۔ لیکن اب تو گنبد تلے صفا کی نوکیلے پتھروں والی تین چار فٹ بلند چوٹی ہی باقی ہے اور مروہ کے مقام پر معمولی سا فراز۔ چشم تصور اس اثناء میں سیدہ ہاجرہ علیہا السلام کے ان سنگلاخ پہاڑوں کے نوکیلے پتھروں میں نقش کف پا ہی تلاش کرتی رہی۔ کاش ان پہاڑیوں کو جوں توں ہی رہنے دیا جاتا۔ لیکن مرور دھور اور کچھ صناعوں کے ہاتھوں نے ہماری نازک طبائع کے تقاضے پر اور دولت کی فراوانی نے ان سب مناظر و مشاہد کو اب افسانہ بنا کر رکھ دیا۔ کعبۃ اللہ پر اولین نگاہ پڑنے سے قلوب پر جلال الٰہی کا اثر محسوس کیا جاتا ہے جس سے خشوع و خضوع کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ قلب کی یہ کیفیت چھپائے نہیں چھپتی بلکہ آنکھیں اس کی چغلی کھاتی ہیں جس سے دلوں کی سیاہیاں دھلتی جاتی ہیں۔

# امام عبداللہ بن مبارکؒ کے اقوالِ زرّیں

(عبیداللہ شفیق ملتان)

۱۔ دنیا میں سب سے مرغوب اور پسندیدہ چیز معرفت الٰہی ہے۔

۲۔ جو شخص سو باتوں میں تقویٰ اور خوفِ خدا اختیار کرے اور ایک بات میں نہ کرے وہ متقی نہیں۔

۳۔ سو درہم صدقہ کرنے سے ایک مشتبہ درہم کو استعمال نہ کرنا زیادہ بہتر ہے۔

۴۔ فرمایا۔ میں کسی چیز کو تلاش کرنے سے عاجز نہیں ہوا بجز ایسے دوست کے کہ جو صرف اللہ کے لیے محبت کرتا ہو (کہ اس کا وجود عنقا ہے)

۵۔ کسی نے پوچھا۔ سب سے گرے ہوئے کون لوگ ہیں۔ فرمایا۔ جو قرض پر زندگی گزارتے ہیں اور ہاتھ پیر نہیں ہلاتے۔

۶۔ فرمایا۔ کوئی شخص عالم نہیں ہوسکتا جب تک اس کے دل میں خوفِ خدا اور دنیا سے بے رغبتی نہ ہو۔

۷۔ کسی نے پوچھا تواضع کیا ہے؟ فرمایا۔ اغنیاء کے مقابلہ میں خود دار رہنا۔

۸۔ فرمایا کہ انسان کی خوبیوں اور برائیوں کا اندازہ کمیت سے کرنا۔ یعنی کسی میں محاسن زیادہ ہیں تو اس کے معائب کو سامنے نہ لانا چاہیئے۔ اور اگر معائب زیادہ ہیں تو

(بقیہ ص ۱۷ پر)




# طبّی اور فقہی نقطۂ نظر سے!

تحریر: ڈاکٹر محمد علی البار —— ترجمہ: حافظ مقصود احمد گکھڑ

نشہ آور اشیا کے رسیا لوگوں میں سے بعض کو ایک مرض زلیف سنڈروم (ZEIVE SYNDROOME) لاحق ہوتا ہے۔ یہ مہلک مرض نشہ پینے والوں کے علاوہ اور کسی کو نہیں ہوتا۔

زلیف کے مریض کی عمومی علامت یہ ہوتی ہے کہ خون کی کمی واقع ہو جاتی ہے۔ تلی میں خون کے ذرّات کم پہنچتے ہیں اسی وجہ سے تلی بڑھ جاتی ہے۔

ایک عام آدمی میں خون کی کل مقدار پانچ لٹر ہوتی ہے۔ ایک ملی لٹر (لٹر کے ہزارویں حصّہ) میں خون کے سرخ ذرّات (جرثومے) کی تعداد پانچ ملین ہوتی ہے۔ ان سرخ ذرات کی اوسط عمر ایک سو دس دن ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے ہر منٹ میں ڈھائی ملین (۲،۵۰۰،۰۰۰) ذرّات مرتے ہیں اور اللہ پاک ہر منٹ میں اتنی ہی مقدار میں یہ ذرات پیدا کرتا ہے۔ گویا کہ یومیہ دو لاکھ ملین سرخ ذرّات پیدا ہوتے اور فنا ہوتے ہیں۔ کمیٔ خون (HEOMOLYTIC ANAEMIA) کے مریض میں ان سرخ ذرات کے مرنے کی تعداد دوگنا ہو جاتی ہے۔ اور اسی طرح ان کی پیدائش کی شرح بھی دو چند ہو جاتی ہے زلیف کے مریض کے خون میں مردہ خلیات اس قدر بڑھ جاتے ہیں کہ شدید قسم کی خون کی کمی محسوس ہونے لگتی ہے۔

سرخ ذرّات کی پیدائش کی شرح میں اضافہ سے خون کا رنگ زردی مائل ہو جاتا ہے یہ ہیموگلوبن کی زیادتی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ہیموگلوبین کی زیادتی جسم میں بیلیروبین کی مقدار کو بڑھا دیتی ہے۔ اس کے نتیجہ میں جسم بھی زرد ہو جاتا ہے اور آنکھوں میں زردی نظر آنے لگتی ہے۔ پیشاب کی رنگت سرخی مائل زرد ہو جاتی ہے۔

ان ظاہری علامات کے وقت جگر بڑھ چکا ہوتا ہے۔ دبانے سے اس میں درد محسوس ہوتا ہے۔ مریض کے دائیں طرف کو دبایا جائے تو مریض شدتِ درد کی شکایت کرتا ہے۔ معدہ کی طرف سے دباؤ کوئی تکلیف نہیں دیتا۔ اس حالت میں مریض کا لبلبہ متورم ہو جاتا ہے اور اس میں سوزش واقع ہو جاتی ہے۔ اس مرض میں اکثر مریض مر جاتا ہے۔

## خون کی رنگت کا شریانوں پر اثر

خون کی رنگت گاڑھی ہو جانے سے شریانیں سکڑ جاتی ہیں خون کے ذرّات کی شریانوں کے ساتھ رگڑ بڑھ جاتی ہے۔ اور رگڑ اور دباؤ سے شریانیں پھٹ جاتی ہیں (THROWBOSIS) اسی حالت کا نام ہے۔

سرخ ذرّات کی زیادتی سے خون میں پھٹکیاں بھی بن جاتی ہیں۔ جو باریک شریانوں میں پھنس کر شریانوں کو پھاڑ دیتی ہیں۔ شریانوں میں جب خون جا نہیں پاتا اور راستے میں رُک جاتا ہے تو بسا اوقات اس کا ردِّ عمل دل پر ہوتا ہے، دل پھٹ جاتا ہے اور فوری موت واقع ہو جاتی ہے۔

اندریں حالات ان شریانوں کا پھٹ جانا موت کا اہم سبب قرار دیا گیا ہے۔ امریکہ میں اسے موت کا نمبر ایک سبب مانا گیا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ نشہ پینے سے خون میں رنگت گاڑھی ہو جاتی ہے۔ یہ رنگ شریانوں کی غشائے داخلی کے ساتھ تہ جما لیتے ہیں۔ اس طرح شریانیں تنگ ہو جاتی ہیں اور اس تنگی کا نتیجہ اختناق اور متشاردم ہوتا ہے۔ اس سے ظاہر ہو گیا کہ منشی اشیاء کا استعمال اختناق قلب اور شریانوں کے پھٹنے کا باعث ہوتا ہے۔ عام طور پر جو یہ تاثر دیا جاتا تھا کہ نشہ سے شریانیں پھیل جاتی ہیں بالکل غلط ہے۔ البتہ یہ بات ٹھیک ہے کہ وقتی طور پر جلد کے نیچے وریدوں میں خون کی مقدار بڑھ جاتی ہے لیکن شریانیں سکڑ جاتی ہیں اس لیے دل پر ضعف

طاری ہو جاتا ہے۔

جب منشیات کے استعمال کے ساتھ تمباکو نوشی کو بھی شامل کر لیا جائے تو نتیجہ انتہائی مہلک ثابت ہوتا ہے۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ شاذ و نادر ہی منشیات کے استعمال کرنے والے تمباکو نوشی نہیں کرتے۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ سگریٹ پینے والا کوئی اور نشہ استعمال نہ کرتا ہو۔

تمباکو میں نکوٹین ہوتا ہے۔ یہ خون کی نالیوں کو شدید قسم کا تنگ کر دیتا ہے اور حرکت قلب کو خطرناک حد تک تیز کرتا ہے۔ اس طرح یہ دو خرابیوں کا باعث بنتا ہے ایک تو منشی کی طرح خون کے رنگ کو شریانوں کے اندر رسوب بنا کر جما دیتا ہے اور اس طرح شریانوں کو تنگ کر دیتا ہے دیگر ان ذرات کے اثرات سے خون کی نالیاں ویسے بھی سکڑ جاتی ہیں۔

منشیات کے ساتھ جب سگریٹ بھی شامل ہو جاتی ہے تو ذبحۃ الصدر اور اختناق قلب دونوں امراض لاحق ہو جاتی ہیں۔

فی زمانہ موخر الذکر بیماری یعنی اختناق قلب بہت پھیل چکی ہے اور اکثر اموات اسی کی وجہ سے ہو رہی ہیں۔ نوجوان بھی اس مرض سے مر رہے ہیں۔ ماضی میں ایسا نہیں ہوتا تھا۔ سب سے عجیب بات یہ ہے کہ ماضی میں کسی عورت کی موت اختناق قلب سے واقع نہیں ہوئی تھی۔ لیکن اب اس کی متعدد مثالیں ہمارے سامنے آ رہی ہیں۔ ایک عورت جو اسی مرض سے مر گئی اس کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ وہ پانچ سال کی تھی کہ اس نے سگریٹ نوشی شروع کر دی۔ اس نشہ کی عادت نے اختناق قلب تک پہنچا دیا اور چھبیس سال کی عمر میں مر گئی آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ اس لڑکی نے یورپ امریکہ وغیرہ کی شکل بھی نہیں دیکھی تھی۔ یہ مسلم بلاد عرب کی لڑکی تھی اور ہم نے خود اس کا علاج وغیرہ کرنے کی کوشش کی تھی۔

اختناق قلب یا حرکت قلب کا بند ہو جانا آج کل اسباب موت میں سے ایک اہم سبب ہے کیونکہ ساٹھ فیصد اموات جو دل کے پھٹنے سے واقع ہو رہی ہیں وہ مرض کے لاحق ہونے کے اولین دور میں واقع ہوتی ہیں اور اسّی فیصد اموات وہ ہیں جو دل کے پھٹنے کے چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر واقع ہوتی ہیں۔

یہ عجیب ستم ظریفی ہے کہ ایک طرف تو طب وغیرہ میں ترقی ہو رہی ہے اور دوسری طرف دل کے پھٹنے سے شرح اموات میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اس بیماری کے لگنے کی عمر بھی دن بدن گھٹتی جا رہی ہے۔ مرگِ مفاجات کی یہ بڑھتی ہوئی شرح حدیث رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے عین مطابق ہے۔ آپؐ نے فرمایا تھا کہ آخری زمانہ میں مرگِ مفاجات عام ہو جائے گی۔

یہ مرض اپنی ہلاکت آفرینی میں اس قدر بڑھ چکا ہے۔ کہ اب اسے جان لیوا مرضوں میں اولیّت حاصل ہے۔ طب اور علاج معالجہ کے وسائل کی دن دونی ترقی کے علی الرغم یہ مرض لکھو کھہا جانیں ہر سال لے لیتا ہے۔ جو علاقہ جتنا متمدن ہو گا اسی قدر وسعت میں اس علاقہ پر قابض ہو گی۔

یہ تو معاملہ ہے منشیات اور ذرات خون اور ان کے اثرات کا۔ کیا خنزیر کی چربی میں بھی اس قسم کی کوئی تاثیر ہے؟

اگرچہ علمی طور پر اس موضوع پہ خاص تحقیق نہیں ہوئی۔ تاہم خنزیر کی چربی میں کئی قسم کے ٹرائی گلسرائیڈز پائے جاتے ہیں۔ یہ گلسرول اور پامیٹک ایسڈ کا مرکب ہے۔ ثانی الذکر مرکب کولیسٹرول کا جزوِ عظیم ہے۔ اگرچہ یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا لیکن اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ سؤر کی چربی بھی اس مرگِ فجاءۃ کا باعث بن رہی ہے۔ مستقبل قریب اس کی شناعت پہ مزید روشنی ڈالے گا۔

نشہ آور اشیاء کا استعمال خون کی نالیوں کو تنگ کر کے جسم میں مستقل کمزوری کا سبب بنتا ہے۔ مریض ہر وقت لیٹا رہنا پسند کرتا ہے۔ بعض دفعہ یہ نقاہت بے ہوشی تک بھی چلی جاتی ہے۔ اس بیہوشی کی حالت میں مریض کے دماغ کی شریانیں پھٹ جاتی ہیں یا دل متاثر ہو جاتا ہے۔

جب نشہ کی عادت انتہا کو پہنچ جاتی ہے اور مریض ہر وقت مدہوش رہتا ہے تو سرخ ذرات کی تعداد خون کو غیر معتدل بنا دیتی ہے۔ اس طرح شریانوں میں اس کا چلنا رُک جاتا ہے۔ جسم کا یہ خاصہ ہے کہ مختلف اعضاء میں خون ضرورت کے مطابق پہنچتا ہے لیکن جب جسم میں نشہ آور اشیاء کے استعمال سے احساس ختم کر دیا جاتا ہے تو

بجائے ضرورت پر خون کا پہنچنا رُک جاتا ہے۔ اس طرح خون بجائے رگوں میں حرکت کرنے کے نالیوں میں غیر متحرک رہ جاتا ہے۔ رگوں کے ساتھ کھڑے ہونے کی صورت میں خون کا پانی کشش انابیت شعری کے اصول پر نالیوں کی دیواروں میں سے نکل کر جسم میں چلا جاتا ہے اور انتہائی گاڑھا مادہ شریانوں میں باقی رہ جاتا ہے۔ بے حسی جسم SYWPATBATIC NERVIUS SYSTEW سے محروم ہوتا ہے اور یہ شریانیں گویا عضلات کی نہیں بلکہ لوہے کی بنی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔ جب نشہ کی حالت میں آدمی بیٹھا ہوا یا لیٹا ہوا ہو تو خون اسفل جسم میں جمع ہونا شروع ہو جاتا ہے اور دوران خون رُک جاتا ہے۔ دماغ اور دل کو خون جانا بند ہو جاتا ہے۔ بے ہوشی طاری ہو کر دل و دماغ کی شریانیں پھٹ جاتی ہیں۔

اس مرض سے بچنے کا واحد علاج یہ ہے کہ فوری طور پر نشہ آور اشیاء کا استعمال بند کر دیا جائے اور پھر اس کو بھول کر بھی نہ چکھے۔ مریض کو کم از کم لیٹنے دیا جائے۔ اس طرح دوران خون میں مدد ملے گی۔

## خونی امراض اکثر نشہ آور اشیاء کے استعمال کا نتیجہ ہیں

خون سرخ رنگ کا دار اور غیر شفاف مائع ہے جب اس میں آکسیجن شامل ہوتی ہے تو اس کی رنگت سرخ تر ہو جاتی ہے۔ اس حالت میں خون میں ہیموگلوبین کی وافر مقدار شامل ہو جاتی ہے۔ اس کی کثافت ۱٫۰۶ ہے۔

سیال خون جو کہ پلازما کہلاتا ہے۔ اس میں سیال مادہ کے علاوہ ۴۴ فیصد سرخ اور سفید ذرات خون ہوتے ہیں باقی ۵۶ فیصد پلازما ہوتا ہے۔ خون کل جسم انسانی کا ۸ فیصد ہوتا ہے۔ متوسط آدمی میں خون کی مقدار پانچ لٹر ہوتی ہے۔ سیال خون یعنی پلازما میں پانی، نمکیات اور لحمیات (پروٹین) ہوتے ہیں ان میں مشہور البومین، گلوبولین اور فیبرونوجین ہیں یہ پروٹین مختلف اینزائم اور ہارمون تیار کرتا ہے۔

جسم انسانی میں خون کئی کام کرتا ہے۔ ان میں اہم یہ ہیں:۔

۱۔ ہضم شدہ غذائی مواد کو نظام انہضام سے جگر اور دیگر اجزائے جسمانی میں پہنچانا۔

۲۔ آکسیجن اور ہیموگلوبین کی شکل میں جسم کے مختلف خلیات میں پہنچانا۔ یہاں یہ آکسیجن خون میں شامل گلوکوز کو جلا کر طاقت (حرارت) کاربن ڈائی آکسائڈ اور پانی جلد پر پہنچ کر خارج ہو جاتے ہیں۔ ان فضلات کا اکثر حصہ پھیپھڑوں کے راستہ نکل جاتا ہے۔

۳۔ ہضم شدہ غذا کو جسم کے مناسب حصوں میں ذخیرہ کرنے کے لیے لے جانا۔

(بشکریہ اخبار العالم الاسلامی)

## بقیہ : اقوالِ زرّیں

محاسن کا شمار بے کار ہے۔

۹ فرمایا۔ سب سے بڑا جہاد اپنے نفس کو حق پر جمائے رکھنا ہے۔

۱۰۔ فرمایا۔ بہت سے چھوٹے اعمال ہیں جو حُسنِ نیّت سے بڑے ہو جاتے ہیں۔ اور بہت سے بڑے اعمال ہیں، جو سوءِ نیّت سے چھوٹے ہو جاتے ہیں۔ علم کے لیے سب سے پہلے نیّت یعنی ارادہ، پھر فہم، پھر عمل، پھر حفظ اور اس کے بعد اس کی ترویج و اشاعت کی ضرورت ہے۔

۱۱۔ فرمایا۔ مَیں نے چار ہزار احادیث میں سے یہ چار باتیں منتخب کی ہیں:۔

۱۔ مالِ دنیا پہ مغرور نہ ہونا چاہیئے۔

۲۔ اپنے شکم میں ایسی چیز داخل نہیں کرنی چاہیے جو حلال و طیب نہ ہو۔

۳۔ علم اسی قدر حاصل کرنا چاہیے جس قدر وہ نافع ہو۔

۴۔ کسی معاملہ میں عورت پہ بھروسہ نہیں کرنا چاہیئے۔

(منقول از بستان المحدثین ص ۹۶)

## مت کھاؤ!

۱۔ کسی کی چغلی
۲۔ رشوت اور سود
۳۔ جھوٹی قسم
۴۔ ظلم اور حرام کا مال
۵۔ ضرورت سے زیادہ
۶۔ کھڑے ہو کر

# اسلام کو کس کی چھری نے ذبح کیا؟

## مولانا السید محمد میاں دیوبندی قدس سرہٗ

حضرت مولانا سید محمد میاں دیوبندی رحمہ اللہ تعالیٰ ان عظیم المرتبت لوگوں میں سے تھے جو تاریخ کا عنوان ہوا کرتے ہیں موصوف کے نبیرہ سید رشید میاں کی وساطت سے آپ کا یہ قیمتی مضمون ہمیں ملا ہے۔ جسے ہم بصد شکریہ تبرک کے طور پر شائع کر رہے ہیں۔ "تبرک" کے علاوہ اس میں حقائق کا ایک سمندر موجزن ہے۔ (ادارہ)

بتا دو دہر کو زندہ ابھی قوم مسلمان ہے
ابھی اٹھتے ہوئے شعلوں میں انداز گلستاں ہے

نشاں اب تک ہے ان کا آسمان دہر کے نیچے
کہ نیند آتی تھی جن کو سایہ شمشیر کے نیچے

نحمدہٗ! ناظرین کرام۔ موجودہ عیار حکومت نے ایک عرصہ تک یہی سبق پڑھایا کہ اسلام اور مسلمانوں کا دشمن صرف ہندو ہے اسی نے مسلمانوں کو تباہ کیا۔ اسی نے اسلام کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی اور وہی ان تمام نقصانات کا ذمہ دار ہے جو مسلمانوں کو پہنچے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اصلیت اور واقعیت عیاری کی تمام چلمنوں کو چاک کر دیتی ہے اور صداقت کا آفتاب دغا اور دھوکہ بازی کے شبنمی بادلوں کو ہمیشہ چھانٹ دیا کرتا ہے۔ سمجھدار مسلمانوں کی توجہ نے جلد ہی معلوم کر لیا کہ تاریخ کے تمام اوراق جو آج کل پڑھائے جا رہے ہیں سراسر غلط ہیں ان میں ایک طرف تمام مسلمان بادشاہوں کو ظلم شعار۔ تعیش مزاج۔ غارت گر معاذ اللہ بے دین کہہ کر بدنام کیا گیا ہے۔ دوسری طرف ہندوؤں کو مسلمانوں کی باغی رعایا بتا کر آپس میں آگ لگانے کی کوشش کی گئی ہے۔ تاکہ باہمی تفرقہ اور فساد لڑکپن سے دلوں میں بیٹھ جائے اور گورنمنٹ کی وہ پالیسی کامیاب ہوتی رہے۔ کہ تفرقہ ڈالو اور حکومت کرو۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ ہندوؤں سے کبھی باغیانہ حرکتیں سرزد نہیں ہوئیں میرا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ ہندوؤں نے مسلمانوں کے متعلق ضرر رسانی کی کبھی کوشش نہیں کی۔ دو مختلف العقیدہ۔ مختلف الخیال۔ مختلف المذہب کے درمیان ناممکن ہے کہ کسی وقت بھی کوئی کشاکش نہ ہو یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ کوئی قوم اپنی ترقی کی کوشش نہ کرے۔ یقیناً مسلمانوں کو ہندوستان فتح کرنے کے لئے بہت کچھ جہاد کرنا پڑا۔ یہ بھی ہوا کہ بہت مرتبہ بغاوت کی آگ بھڑکی لیکن جبکہ خود مسلمان حکام اور مسلمان شہزادگان کی طرف سے بھی بہت مرتبہ بغاوت عمل میں آئی ہو اور ہر بادشاہ کی وفات پر تخت کے دعویداروں میں جنگ وجدل عام ہو تو صرف ہندو کو مجرم قرار دینا انصاف سے خالی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مسلمان وہ تھے جنہوں نے ہندوؤں کے ساتھ مساویانہ سلوک کیا بڑے بڑے عہدوں پر ان کو فائز کیا۔ قلمدان وزارت ان کے سپرد کیا۔ خزانہ اور فوج کا ان کو مالک بنا دیا ان کے پاس ان کے محلوں اور آبادیوں میں اس طرح سکونت اختیار کی جیسے خود ان کے بھائی رہتے تھے اس کے مقابلہ پر ہندو نے اپنا ملک و دولت آپ کے سپرد کر دیا۔ حد ہو گئی کہ وہ اپنی بیٹیاں تک انتہائی خوشی سے آپ کے بادشاہوں کے سامنے پیش کر کے فخر کرنے لگا۔

اس قلعہ سے جو تمہارے سامنے ہے۔ پوچھو کہ اس کی چہار دیواریوں نے کتنی مہارانیوں کو شاہان اسلام کے محلات میں ملکہ بنے ہوئے دیکھا ہے۔

سوال یہ ہے کہ اسلام کے وقار کو کس نے تباہ کیا۔ اسلامی شہنشاہیت کو کس نے ہندوستان سے مٹایا۔ اس مقدس ہندوستان کو کس نے مسلمانوں کے ہاتھ سے چھینا۔ جس کی مٹی میں صحابہ کرام اور ہزاروں اولیا اور بزرگان دین کی مبارک ہڈیاں مدفون ہیں جس کی زمین خواجہ معین الدین چشتیؒ۔ حضرت سلطان الدین اولیا جیسے سینکڑوں مقربین بارگاہ رب العزت کی مقدس نعشوں کو اپنی آغوش میں چھپائے ہوئے ہے سوال یہ ہے کہ علاقہ میسور میں سلطان ٹیپوؒ کو کس نے شہادت کا جام پلایا بنگال میں سراج الدولہ کی حکومت کو کس نے تباہ کیا ہے

اودھ کے اسلامی تخت کو کس نے خالی کرایا ہے

بہادر شاہ کے بیٹے اور بروایت بعض ۱۲ لخت جگر فرزندوں کو کس نے خاک و خون میں تڑپایا بہادر شاہ کے ساتھ ستم ظریفی کس نے کی تھی کہ قید کی حالت میں پر تکلف دعوت کی مجلس میں بلا کر اور معزز مقام پر بٹھا کر بارہ خوان سر پوشوں سے ڈھکے ہوئے سامنے رکھے گئے۔ مگر آہ! سر پوش اٹھائے گئے تو خون میں بھرے ہوئے بارہ لخت جگر فرزندوں کے سر تھے" رحمت باد بر روح بہادر شاہ۔ بہادر شاہ کے مسکراتے ہوئے ہونٹوں سے اس وقت یہ کلمات کس کے مقابلہ میں نکلے تھے۔

خاندان تیموریہ کے بہادر فرزند اسی طرح سرخرو ہو کر اپنے باپوں کے سامنے آیا کرتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ بہادر شاہ کو قید و بند میں کس نے ڈالا"

خاندان شاہی کی بیگمات کو کس نے بیوہ کیا ہے

ہزاروں مسلمانوں کی لاشوں کو زمین پر کس نے تڑپایا ہے

سینکڑوں مسلمانوں کو چونے کی بھٹی میں کس نے جلایا... ہے (واقعہ امرتسر) سینکڑوں مسلمانوں کو گرمی کے موسم میں ایک تنگ و تاریک کوٹھری میں بند کر کے ایک ہی شب میں گھونٹ کر کس نے مارا ہے

اور پھر مسلمانوں کی لاشوں کو خنزیر کی کھال میں لپیٹ کر کس نے جلایا۔ مسلمانان ہند۔ سوال یہ ہے کہ آپ کے ان فلک بوس قلعوں کو کس نے ویران کیا... ہے

مسلمانان دہلی نظر اٹھا کر دیکھو جس شاہ جہاں کی مسجد میں تم نماز پڑھنے آتے ہو اس کے خوبصورت قلعہ پہ انگریزی جھنڈا کس نے لہرایا! یہ ایک حقیقت ہے جو چھپائے سے نہیں چھپ سکتی کہ سیوا جی۔ سنبھا جی۔ گورو نانک اور تمام بہادر... اور ہٹ سورماؤں کی تلواریں مسلمانوں کی قوتوں قاہرہ کے مقابلہ میں کند ہو گئیں۔

مہاراجگان ہند میں سے جس نے پرچم اسلام کا مقابلہ کیا۔ تباہ ہو گیا۔ سن لو! اور یاد رکھو اسلام کی شہنشاہیت کو ایک غدار اور دھوکے باز قوم کی تلوار نے نہیں دھوکے باز لیڈر نے تباہ کیا۔ بہادران اسلام نے تلوار سے شکست نہیں کھائی۔ ان کے معصوم نظام کو یورپین سفید فاموں کی لومڑی چال نے شکست کیا۔ برادران اسلام میرے سوالات ختم نہیں ہوئے مجھے یہ بھی دریافت کرنا ہے کہ تم کو قلاش اور مفلس کس نے بنا دیا وہ افلاس جس کے باعث سود کا روپیہ لے کر جائدادوں اور زمینوں کو گروی رکھانے پہ مجبور ہوئے۔ وہ کہاں سے آیا تھا — ہندوستان جو سونے کی چڑیا تھا۔ اور بقول ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر سابق۔ آئی۔ سی۔ ایس اس کے کسی مسلمان باشندے کے لئے غریب ہو جانا ناممکن تھا۔ جیسا آج کل اس کے دولت مند ہونا ناممکن ہے ملاحظہ ہو (ہندوستانی مسلمان) جس ہندوستان میں ایک روپیہ کا ۱۵ سیر گھی فروخت ہوتا تھا اور پندرہ سولہ سیر بادام فروخت ہوتے تھے۔ ایک دو روپیہ کی بہترین گائے آتی تھی اور منوں کے حساب سے گیہوں بکتا تھا۔ اور سو میں پچھتر آدمی پارچہ بافی شکر سازی جہاز رانی جیسے قیمتی صنعتوں کے ماہر تھے اور بقول مسٹر ہنری، ہینیکلٹن۔ طامس جس ہندوستان کے مسلمان عزم تعلیم اور ذہنی صلاحیت کے لحاظ سے ہندوؤں سے کہیں فائق تھے اور نسبتاً ہندو ان کے سامنے طفل مکتب معلوم ہوتے تھے۔ مسلمانوں میں کارگزاری کی اہلیت سب سے زیادہ تھی دیکھو رسالہ بغاوت اور ہماری آئندہ پالیسی صد ۱۳ تا ۱۷ جس کے آدمی غذائیں کھا کھا کر قوی ہوتے تھے جن کی اولادیں بچپن میں ماں باپ کو داغ مفارقت نہیں دیا کرتی تھیں بلکہ عمر طبعی کو پہنچ کر ملک الموت کی صورت سے آشنا ہوتی تھیں جس کی عورتیں بیوگی کا نام نہ جانتی تھیں۔ اور ہاں وہ ہندوستان جو طامع اور لالچی انگریزوں کے بموجب باغ ارام تھا۔

خدارا بتاؤ کس کی مہربانیوں سے مفلس اور قلاش، ویران، برباد۔ وبا اور امراض کا گھر بن گیا۔

جنسوں کا بھاؤ کیوں چڑھ گیا ۷۵ فی صدی آدمی ایک وقت بھوکے کیوں رہنے لگے۔ قحطوں نے کیوں اس کو اپنا وطن بنا لیا۔ بیکاری کیوں اس کے حصہ میں آئی۔ صنعت کہاں جاتی رہی خوشحالی کیوں عنقا ہو گئی اس کی کھانوں (دکانوں) کو کس نے ضبط کر لیا۔ شاید تم دل میں کہہ رہے ہو گے رحمتہ للعالمین کے ڈکٹیٹر کو غلہ اور جنس کی ارزانی سے کیا تعلق۔ بھوک اور افلاس جیسی دنیاوی چیزوں سے کیا واسطہ... ہے

مگر حقیقت یہ ہے کہ افلاس ہم جیسے کمزور ایمان والوں کے لئے معاذ اللہ بددینی کی جڑ ہے یہی افلاس تو ہے جو ہمارے ہزاروں بھائیوں کو فوج میں بھرتی کرا کر۔ حجاز مقدس میں لے گیا۔ جہاں خانہ کعبہ پر گولی چلائی۔ اس

کے مقدس پردے جن سے چمٹ چمٹ کر مسلمان دعائیں مانگتے ہیں روتے اور گڑگڑاتے ہیں ۔ ان کو چھروں سے شہید کیا گیا ۔

مسلمانو ! ہاں بچوں کی بھوک ہی انسان کو چوری پہ مجبور کرتی ہے وہی انسان کو ناجائز اور حرام کسب پہ آمادہ کرتی ہے ۔ یہی افلاس اور قلاشی ہے جو دس دس پندرہ پندرہ روپے کی نوکری کی طمع میں انسان کو خدا اور رسول کے احکام سے دور ڈال دیتی ہے اس کو نہ نماز کا خیال رہتا ہے نہ روزہ کا اگر خیال رہتا ہے تو صرف حاکم کی خوشنودی کا ۔ مسلمانو ! یہی افلاس تمہیں غیر قوموں کے سامنے جھکا رہا ہے یہ ہی افلاس ان کی خوشامدوں پر اس درجہ مجبور کر رہا ہے کہ ہمارے سینکڑوں نوجوانوں کو اسلام اور اس کے احکام کو معاذ اللہ حقارت سے دیکھنے کا عادی بنا دیا اور روپیہ والی قوم یعنی انگریزوں کی ہر بات ان کو بھلی لگی وہی ان کو محبوب ہو گئے انہیں کا طرز ان کو پسند آنے لگا ۔ معاذ اللہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس سنت کے بجائے انگریز کے طرز عمل کی عزت دلوں میں بیٹھ گئی ۔ کیوں ۔ صرف اس لئے کہ یہ بھوکا اور مفلس ہے اس کے پاس دولت ہے جب اس نے یہ طریقہ اختیار کیا تو اس کی اولاد نے ایک قدم اور آگے رکھا ...... آہ ۔ اسی افلاس نے ہم کو جھوٹ ۔ دغا ۔ جھوٹی خوشامد ۔ دھوکہ دہی ۔ رشوت لینا ۔ اور ہزارہا قسم کی بداخلاقیاں سکھائیں ۔ آہ ۔ اسی افلاس نے ہمیں ہندوؤں سے روپیہ لے کر اپنی جائدادیں تباہ کرنے پر مجبور کیا ۔ اسی افلاس کے باعث ہم نے اسلامی اوقاف میں دست برد کر کے ان کو تباہ کر دیا ۔ اور ان کے اصلی مستحق یعنی یتیموں اور بیواؤں کی بھوکوں اور فاقہ مستی سے آنکھیں بند کر لی ۔ یہی افلاس ہے جو ہمیں کبھی بھائی سے لڑاتا ہے کبھی بہن سے کبھی ماں سے کبھی باپ سے یہی افلاس تو ہے جس سے ڈر کر ہمارے امیر لوگ بچوں کو انگریزی سکولوں میں داخل کرتے ہیں اس کے منحوس طریقوں کو اپنے بچوں کے دل میں اس طرح بٹھا دیتے ہیں کہ وہ بچہ نہ صرف ہمارے طریقوں پر لعن طعن کرتا ہے بلکہ اکابر امت پہ اسلاف پر حتی کہ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نکتہ چینی کرنے لگتا ہے ۔ آہ کیا وہ قوم فلاح پاسکتی ہے جو اپنے اکابر کی اپنے بزرگوں کی اپنے ملک اپنے مذہب کی ایسی دشمن ہو جائے ۔ نہیں اور ہرگز نہیں میں نے جو کچھ لکھا وہ صرف ہندوستان کے متعلق تھا لیکن میرے سوالات کا سلسلہ ابھی تک ختم نہیں ہوا ۔

مجھے سوال کرنا ہے کہ اندلس کو کس نے اسلام سے خالی کیا ۔ مصر کو کس نے غلام بنایا ۔ مالٹا ۔ آسٹریلیا ۔ ہنگری ۔ بلغاریہ یونان جیسے سینکڑوں ممالک کو مسلمانوں سے کس نے خالی کیا ۔

خلافت اسلامیہ کو کس نے حصے بخرے کیا ۔ عربوں کو کس نے ترکوں سے باغی بنایا ۔

اور ہاں یہ تو بتاؤ کہ اوائل ماہ صفر ۳۲ھ میں جبکہ ترکوں اور جرمنوں سے برطانیہ کی جنگ چھڑی ہوئی تھی عربوں سے غلہ کس نے بند کر دیا تھا اور اہل ہند کی چیخ پکار پہ چار ماہ بعد جمادی الثانی میں جب کلکتہ سے فیروزی آگبوٹ چاول وغیرہ کے چند ہزار بورے لے کر روانہ ہوا تھا تو اس کو عدن میں جبراً کس نے خالی کرا لیا تھا ۔ اور اسی زمانہ میں ان بادبانی جہازوں کو جو بھوکے عرب کے لئے بحر احمر کے راستہ سے سواحل افریقہ سے غلہ لے جاتے تھے کس کے جنگی جہازوں نے لوٹ لیا ۔ یا قید کر دیا ۔ یا ڈبو دیا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عرب کے لوگ آہ روضہ پاک حضرت شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ میں رہنے والے یعنی اہل مدینہ ہزاروں کی تعداد میں بھوک سے شہید ہو گئے پے در پے فاقوں سے تنگ آکر جانوروں کا حتی کہ مردوں کا گوشت کھایا ۔ آہ ذرا بتاؤ کہ یہ سب مہربانیاں کس کی ہیں ؟

اے نبی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت برحق کے امیدوار مسلمانو ! اللہ کے لئے بتاؤ کہ جبل ابوقبیس یعنی اس نورانی پہاڑ پہ جہاں شق القمر کا معجزہ رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشت معجزہ نما سے ظاہر ہوا تھا ۔ توپیں کس کی نصب ہوئی تھیں جنہوں نے قلعہ جیاد وغیرہ پہ آگ برسا کر ترکی افسران کو شہید کیا ۔ اور منحوس ولسن کس کا کرنل تھا جس نے جدہ میں قیام کر کے طائف مکہ معظمہ ۔ مدینہ طیبہ وغیرہ وغیرہ پہ تباہ کاری کے لئے فوجیں بھیجیں ۔ آہ حرم پاک میں جہاں جانوروں کو بھی پناہ دی جاتی ہے ۔ ترکی ... افسروں اور ان کے بچوں ان کی عورتوں کو درندگی اور وحشیانہ بہیمیت کا تختہ مشق بنایا اور سمجھ کر جواب دو ۔ کہ اب عراق عرب پہ کون قابض ہے حجاز مقدس پہ قبضہ کرنے کے لئے کس کی فوجیں تیار بیٹھی ہیں افغانستان میں انقلاب کس نے کرایا ۔ سرحد پہ گولہ باری کون کر رہا ہے ۔ مذہبی تعلیمات کو کون برباد کر رہا ہے جہاد کی تعلیم اور آہ اسکے وعظ کو کون ممنوع قرار دیتا ہے ۔ ہندوستان کی سینکڑوں مساجد پر کس نے قبضہ کر رکھا ہے ؟ ان کے اوقات کو کس نے ضبط کر رکھا ہے ۔ شراب جیسی ناپاک چیز کو روکنے سے منع کرتا ہے ۔ ساردا ... ایکٹ جیسے قانون کو نافذ کر کے زنا کی کون تعلیم دیتا ہے ۔ مذہبی قانونی تعلیم کو کون ٹھکرا رہا ہے ۔ حج کی راہ میں روڑے کون اٹکا رہا ہے ۔ حج کے متعلق یہ مقولہ کس کا ہے کہ خلافت اسلامیہ سے بڑھ کر اتحاد اسلامی کا باعث ہے جب تک اس کو نہیں روکا جائیگا مسلمانوں کو فنا نہیں کیا جا سکتا ۔ ملاحظہ ہو مکتوب مولانا ابوالمحاسن سجاد صاحب مدظلہ ، قرآن پاک کے متعلق یہ کس نے لکھا ہے ۔ جب تک قرآن کی

تعلیم باقی ہے مسلمانوں کے دلوں سے مذہبی جذبات ہرگز خارج نہیں ہو سکتے۔

آہ مسلمانو! اس قسم کے سینکڑوں سوالات ہیں ان کا سلسلہ بہت طویل ہے۔ ہیں سوالات کو ختم کرنے کے مجبور ہوں کہ یہ جواب دوں کہ ان تمام کارناموں کی مرتکب وہ قوم اور صرف وہ قوم ہے جس کے چوکھٹ پر ہمارے بھائی۔ مسلمان۔ یعنی سر مسلمان جبہ سائی کر کے قوم کو تباہ کرنے کی فکر کرتے رہتے ہیں۔

آہ! جس کو تم حاکم قوم کہتے ہو جس کی اطاعت کو تم فرض کہتے ہو۔ معاذ اللہ۔ کیا خدا کی معصیت کو کسی اطاعت کے بدلے میں لینا جائز ہے! ہرگز نہیں لا طاعۃ لمخلوقٍ فی معصیۃ الخالق

برادران اسلام ؎

آہ کرنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ہے
گھٹ کے مر جاؤں یہ مرضی میرے صیاد کی ہے

آج جب ہم ان مظالم کا تذکرہ کرتے ہیں ان سے نجات کی فکر کرتے ہیں تو آرڈی ننسوں سے ہماری زبان بند کی جاتی ہے۔ بڑے بڑے معزز اور شریف گھرانوں کے افراد کو جیل کی کوٹھڑیوں میں ٹھونس دیا جاتا ہے۔

زندہ باد شہداء پشاور۔ خان عبد الغفار خان پشاور میں فریاد کرتے ہیں تو سینکڑوں مسلمان نوجوانوں کے سینوں میں گولیاں گو... بھر گر خون شہادت سے ان کی فریاد رسی کی جاتی ہے۔ نوجوانوں کی کھالیں کھینچی جاتی ہیں۔ شرم کی بات ہے اندام نہانی میں لوہے کے آنے ڈال کر انتڑیاں نکال جاتی ہیں۔ آہ ؎

فغاں بھی آہ شبوں میں نالوں میں
سناؤں درد دل طاقت اگر ہو سننے والوں نہیں

ہم تمہارے سامنے جامع مسجد میں ان مظالم کو بیان کرنے کے لئے آتے ہیں تو تمہاری حکومت اور اس کے خوشامدی جامع مسجد کو بھی ہم پر طلبند کر دینا چاہتے ہیں ہم اپنے اعزاء اقربا کو چھوڑ کر غریب مسلمان بھائیوں کا درد لے کر آپ کے سامنے آتے ہیں تو آپ کی طرف سے اعراض اور منہ موڑنے کا ہدیہ پیش کیا جاتا ہے۔ بتاؤ یہ کیا ہے اور کس کا کرم ہے کس کا لطف ہے؟

مسلمانو! غور کرو! سمجھو وقت یہی ہے اب بھی اگر فرصت کو ہاتھ سے دے دیا تو موقعہ واپس نہیں آ سکتا۔ اقوام ہند سے فراخ دلی کے ساتھ باعزت سمجھوتہ کرو۔ آزادی کی جد و جہد کرو۔ مذہب کو آزاد کراؤ۔ ملک کو آزاد کراؤ۔ غریبوں کا پیٹ پالو۔ سودیشی پہلو بدیشی پہن کر دشمن کی جیب میں روپیہ مت جھونکو وہ اسی سے چھرہ اور گولا بارود بنا کر تمہارے ہی کسی سرحدی یا ترکی یا عربی بھائیوں کے سینے گھسائے گا۔

غور کرو اپنے بھائی کے لئے چھری مت تیز کرو۔ جمعیۃ علماء کے اراکین اپنی قربانیوں سے لائحہ عمل پیش کر چکے ہیں۔ اس طرف اس طرف مت بھٹکو متفق ہو کر جمعیۃ علماء کا دامن پکڑو۔ یہ ہی تمہاری نجات دہندہ ہے (انشاء اللہ) یہی تمہارا مذہب آزاد کرائے گی۔ یہ ہی تمہاری دین اور دنیاوی ترقیات کی ذمہ دار ہوگی۔ تم اس کی قوت کو مستحکم کرو۔ میں آخر میں دعوت عمل دیتے ہوئے صاف صاف عرض کرتا ہوں کہ کوئی قوم قربانی اور جد و جہد کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتی۔ یاد رکھو تمام قومیں قربانی کر کے زندہ ہوتی ہیں اور اسلام کا تو یہ ہی قاعدہ ہے کہ ع

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

یہ بھی ہمیشہ خیال رکھو کہ بقا کے لئے بھی قربانی کی ضرورت ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے مسند خلافت پر فائز ہونے کے بعد سب سے پہلے یہ ہی فرمایا تھا۔ ہرگز وہ قوم فلاح حاصل نہیں کر سکتی جو جد و جہد اور غزوہ و جہاد کو چھوڑ دے۔

بس یہی احقر کا پیغام ہے جو گرفتاری کے بعد سنایا جائے گا آپ حضرات دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ ہمیں استقامت بخشے نیز ہمیں خلوص عنایت کرے اور ملت اور ملک کی راہ میں ہماری قربانیوں کو قبول فرمائے اور جلد از جلد اس مقدس ملک کو غلامی کی لعنت سے نجات بخشے۔ آمین

ربنا افرغ علینا صبراً و ثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین۔

اسیر فیض آباد (حضرت علامہ عصر مولانا سید) محمد میاں (دیسالی) معلم ادبیات دار العلوم جامعہ قاسمیہ مراد آباد۔ سابق ... شہر قید و ڈکٹیٹر ہفتم جمعیۃ علماء ہند و سابق سیکرٹری جنرل جمعیۃ علماء ہند۔

# قاری نور الحق ایڈووکیٹ کی نظربندی

ایک اطلاع کے مطابق جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی ناظم انتخابات قاری نور الحق قریشی ایڈووکیٹ اور ناظم ضلع ملتان شیخ محمد یعقوب کو ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت ایک ماہ کے لیے نظربند کر دیا گیا ہے۔

جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی امیر حضرت مولانا محمد عبد اللہ درخواستی نے ایک بیان میں اس کارروائی کی شدید مذمت کرتے ہوئے حکومت پر زور دیا ہے کہ وہ اس قسم کی کارروائیاں ترک کر دے کیونکہ اس ذریعہ سے وہ اقتدار کو دوام بخشنے کی کوشش میں کامیاب نہیں ہو سکے گی۔ آپ نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ دونوں راہنماؤں کی نظربندی کا حکم ... ے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## شیخ العصر محدث اعظم بقیۃ السلف حضرت مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم سے مفتی اعظم شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمود صاحب مدظلہ العالی کی ملاقات اور

# علمی و روحانی مجلس مبارکہ

از :- (مولانا) احمد عبدالرحمٰن صدیقی ناظم اعلیٰ انجمن خدام الدین، رجسٹرڈ نوشہرہ صدر ضلع پشاور

۹/نومبر ۱۹۷۵ء بمطابق ۴ ذیقعدہ ۱۳۹۵ھ بروز اتوار عصر کے قریب بندہ رائے ونڈ کے عظیم سالانہ تبلیغی اجتماع میں پہنچا۔ سامان ایک دوست نے علماء کرام کے کمرہ میں رکھوا دیا۔ اس کے فوراً بعد زمانہ حال کے عظیم بزرگ و محدث حضرت الشیخ مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم العالیہ سے شرف ملاقات کی تمنا لے کر ان کے لیے مخصوص حجرۂ مقدسہ تک جانے کی کوشش کی۔ لیکن عام حالات میں اتنے اژدحام میں ملاقات ناممکن ہی معلوم ہوئی احباب نے بتایا کہ یہاں تو صرف زیارت کا شرف نصیب ہو جائے تو غنیمت ہے۔ اسی عالم میں واپس کمرۂ علماء میں گیا وہاں حضرت مولانا مفتی عبدالواحد صاحب مدظلہ گوجرانوالہ (جو تبلیغی جماعت اور جمعیۃ علماء اسلام دونوں کے اکابر میں سے ہیں) کی خدمت میں بیٹھا بات چیت ہو رہی تھی۔ اتنے میں باہر ایک شور سنائی دیا، اور ایک دوست نے اندر آکر اطلاع دی کہ حضرت مفتی محمود صاحب تشریف لا رہے ہیں۔ لوگوں نے فرطِ جذبات و محبت سے گھیر رکھا ہے، آگے پیچھے لوگ ہیں اور مفتی صاحب درمیان میں پھنس گئے ہیں۔ چنانچہ مفتی عبدالواحد صاحب فوراً اُٹھے، مجھے ایک طرف اور خود دوسری طرف روانہ ہوئے کہ مفتی صاحب مدظلہ کو اس کرۂ علماء میں پہنچایا جائے۔ اسی بھاگ دوڑ میں حضرت مفتی صاحب مدظلہ تیزی سے اسی کمرہ کی طرف تشریف لاتے ہوئے نظر آئے۔ لوگوں کے دھکم پیل کی وجہ سے شلوار پر چھینٹے وغیرہ پڑ گئے تھے۔ اس لیے پہلے تو اسے ایک شاگرد کے ذریعے دھلوایا۔ اتنی دیر میں مفتی عبدالواحد صاحب نے خبر بھجوا دی کہ حضرت مفتی صاحب مدظلہ سیدھے حضرت الشیخ دامت برکاتہم کے حجرہ کی طرف تشریف لائیں۔ چنانچہ مفتی صاحب ان کے رفقاء، مولانا قاری محمد امین صاحب راولپنڈی، مولانا محمد رمضان صاحب علوی راولپنڈی روانہ ہوئے۔ بندہ نے موقع غنیمت سمجھا اور خود بھی ساتھ روانہ ہو گیا۔ کوہاٹ کے جاوید پراچہ صاحب کراچی کے حضرت علامہ بنوری مدظلہ کے صاحبزادہ محترم مولانا محمد [illegible] صاحب وغیرہ ہم بھی ساتھ چل پڑے۔ مختلف شامیانوں میں سے گذرتے ہوئے جب حجرۂ مقدسہ سے ملحقہ بڑی درس گاہ میں پہنچے تو نمازِ مغرب کے لیے صف بندی ہو رہی تھی۔ چنانچہ وہیں صفوں میں سب نمازِ مغرب کے لیے بیٹھ گئے۔ نماز کے بعد حضرت مفتی صاحب کے لیے چائے لائی گئی۔

## حضرت مولانا محمد عمر پالن پوری مدظلہ کی تشریف آوری

سلسلہ تبلیغ کے عظیم، مخلص بزرگ حضرت مولانا محمد عمر صاحب پالن پوری دامت برکاتہم مغرب کے بعد عظیم اجتماع سے خطاب عام کے لیے تشریف لے جانے سے قبل چند منٹ کے لیے حضرت

مفتی صاحب مدظلہ سے اور پھر اجتماع گاہ میں گئے۔ حضرت مولانا کے عجیب و پراثر بیانات سے اس مرتبہ بہت فائدہ رہا

## (۲) شرفِ باریابی

اور پھر شیخ العصر حضرت الشیخ مدظلہ نے اپنے حجرہ میں شرفِ باریابی بخشا
ہم سب حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم کے پیچھے حاضر ہوئے جہاں پہ پہلے سے مولانا مفتی عبدالواحد صاحب۔ مولانا احسان صاحب و بعض دیگر حضرت الشیخ کے خدام وغیرہ موجود تھے۔ حضرت الشیخ مدظلہ سے حضرت مفتی صاحب مدظلہ نے نہایت محبت و عقیدت سے سلام و مصافحہ فرمایا اور حضرت الشیخ نے بھی کمال شفقت و محبت سے پرتپاک مصافحہ فرما کر خیریت دریافت فرمائی۔

## (۳) حضرت مفتی صاحب کی امتیازی خصوصیت

پھر حضرت مفتی صاحب نے دعا کی درخواست کی جس پر حضرت الشیخ نے فرمایا "میں بڑے دل سے آپ کے لیے دعا کرتا ہوں۔ آپ کی مساعی کے لیے دعا کرتا ہوں اور دل خوش ہوتا ہے۔"

## (۴) حضرت مولانا محمد میاں رحمہ اللہ کا تذکرہ

حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ مولانا محمد میاں صاحب کی وفات کے سانحہ سے بہت اثر ہے تو حضرت الشیخ نے فرمایا واقعی بڑا صدمہ ہوا۔ عجیب انسان تھے۔ بہت سے کمالات تھے۔ ہر سال رمضان شریف میں مدینہ منورہ کی کھجوریں چند علماء کو بھجوانے کا میرا دستور رہا ہے اس سال بھی ان کی خدمت میں ایک ڈبہ بھجوایا۔ لیکن اس کی رسید سے مطلع نہ ہوا۔ کچھ دن کے بعد ان کا خط ملا۔ لیکن اس میں ان کھجوروں کا ذکر نہ تھا۔ چنانچہ ایک ڈبہ اور بھجوایا اور ساتھ لکھ کر دیا کہ "حسن طلب کی داد دیتا ہوں" پھر ان کا جواب آیا کہ "کھجوروں کا ذکر بھول گیا تھا۔ دوبارہ طلب مقصد نہ تھا۔ لیکن بہرحال اچھا ہوا۔"

## (۵) فتح الملہم کی تکمیل

حضرت مفتی صاحب مدظلہ نے فرمایا کہ فتح الملہم غیر مکمل ہے کیا اچھا ہو کہ حضرت اس پر توجہ دیں اور یہ مکمل ہو جائے تو بہت فائدہ ہو تو اس پر حضرت الشیخ مدظلہ نے فرمایا واقعی اس کی ضرورت ہے لیکن میرے لیے تو اعذار و امراض کی وجہ سے مشکل ہے۔ ویسے پہلے بھی بعض احباب سے اس سلسلہ میں کہا ہے اور اب پھر کسی کو توجہ دلاؤں گا۔ ان شاء اللہ

## (۶) حج بدل وغیرہ علمی مسائل

حضرت مفتی صاحب مدظلہ نے ایک دو احادیث مبارکہ کے بارے میں دریافت فرمایا اور پھر حج بدل و دیگر علمی مسائل پر وقت کے دو عظیم ماہرین حدیث گفتگو فرماتے رہے۔ عجیب پیارا منظر تھا کہ پاکستان کے عظیم شیخ الحدیث و مفتی اعظم مدظلہ اپنے بزرگ و شیخ العصر بقیۃ السلف محدث اعظم مدظلہم سے علمی مذاکرات فرما رہے ہیں۔ کثر اللہ امثالہم (آمین)

## (۷) سہارنپور و دار العلوم دیوبند کے مدرس حدیث

حضرت مفتی صاحب نے پوچھا کہ آج کل مظاہر العلوم میں بخاری شریف کون پڑھاتے ہیں؟ تو حضرت شیخ مدظلہ نے فرمایا کہ مولانا محمد یونس صاحب ہیں۔ انھوں نے تین مرتبہ مجھ ہی سے بخاری شریف پڑھی مظاہر ہی کے فارغ ہیں سنہ ۸۲ھ میں غالباً فارغ ہوئے۔ اس پر حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ پھر تو ماشاء اللہ جوان ہوئے، پھر دار العلوم دیوبند کے دورہ حدیث کا ذکر ہوا کہ ترمذی شریف مولانا فخر الحسن صاحب، اور ابوداؤد شریف مفتی محمود گنگوہی صاحب پڑھاتے ہیں۔ اس پر قاری محمد امین صاحب نے کہا کہ وہاں پر بھی مفتی محمود ہیں۔ تو حضرت شیخ نے فرمایا کہ یہاں ایک وہاں اور ایک یہاں دونوں مفتی محمود ہیں۔ اس پر عجیب سماں بندھا تھا۔

## (۹) اعتکاف رمضان المبارک

پھر حضرت الشیخ مدظلہ نے فرمایا کہ سہارنپور میں اس دفعہ اعتکاف رمضان میں ۱۵۰۰ (غالباً) افراد تھے۔ جتنے ہوں دل خوش ہوتا ہے لیکن اگر ایک آدھ بھی بے کار ہو تو طبیعت پر بوجھ بن جاوے۔ اس مرتبہ بھی بعض اوقات نماز شروع ہوتے ہوتے رکوا کر بھجوایا کہ دیکھو ساتھی کیا کر رہے ہیں۔ مگر ایک ہو تو فوراً چلے جانیکا کہا جاوے اسی وجہ سے سہارنپور والوں کا تقاضا رہا کہ پھر رمضان شریف یہاں گزارا جاوے۔

## (۱۰) حرمین شریفین سے محبت اور وہاں کے حالات

آگے مسلسل فرمایا "مگر مجھے تو جو مزہ حرمین میں آوے اور کہیں نہیں"۔ اس پر حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ "حرمین شریفین

کی کیا بات ہے۔ پھر حضرت الشیخ نے فرمایا کہ میں جب رمضان شریف وہاں گزاروں تو پندرہ دن مکہ معظمہ میں اور پندرہ دن مدینہ منورہ میں۔ مکہ معظمہ میں تو روزانہ رات کو ایک عمرہ کر لیتا۔ جبکہ باقی ساتھی کئی کئی عمرے روزانہ کر لیتے تھے میں معذوری کی وجہ سے رات کو ایک عمرہ ہی کر سکوں اور پھر مدینہ میں اعتکاف ہو جاوے۔ ختم قرآن مجید کا بھی حرمین میں عجیب تطابق رہتا ہے۔ چونکہ روزانہ ایک ایک پارہ ہو جاتا ہے۔ اس لیے جب مسجد حرام میں پندرہ پارے پڑھ کر مسجد نبوی (علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ وتحیۃ) پہنچے وہاں ۱۶ واں پارہ سن لیتے۔ مدینہ کے امام مسجد یہ اہتمام کرتے ہیں کہ ۲۹ ویں رات کو ختم قرآن مکمل ہو جاوے جب کہ مکہ معظمہ میں اس کا خاص اہتمام نہیں۔

## (۱۱) اجازت و نصیحت

پھر حضرت الشیخ نے مفتی صاحب سے سفر کے بارہ میں پوچھا کہ کیسے آنا ہوا؟ یعنی کس ذریعے سے، اور واپسی کا نظم کیسا ہوگا؟ اس پر حضرت مفتی صاحب نے کار پر حاضری اور ابھی واپسی اسلام آباد کا اہم کاموں کی وجہ سے عرض کر کے اجازت طلب فرمائی۔ جس پر حضرت شیخ نے اجازت دیتے ہوئے فرمایا ضرور لیکن چند منٹ اجتماع میں شرکت رکھیں۔ ثواب بھی ہو اور نمایاں ہو کر بیٹھیے تاکہ سب دیکھ لیں، بس نمایاں بیٹھیں۔ جس پر حضرت مفتی صاحب نے فرمایا "وہ بہت اچھا" اور پھر الوداعی مصافحہ کرتے ہوئے دعا کی درخواست فرمائی۔ حضرت الشیخ مدظلہ نے پہلے والا جملہ دہرایا کہ "بے کے آپ کے لیے اور مولانا یوسف بنوری کے لیے ہمیشہ دعا کرتا ہوں۔ اس کے بعد اس خادم و گنہگار کو اس عظیم شیخ العصر دامت برکاتہم سے مصافحہ اور دست بوسی کا شرف عظمیٰ نصیب ہوا۔ فللہ الحمد اور دعا کی درخواست بھی پیش کر سکا۔

## (۱۲) امیر التبلیغ مولانا انعام الحسن صاحب سے ملاقات

اتنے میں کسی تبلیغی دوست نے مفتی اعظم مدظلہم سے عرض کیا کہ حضرت مولانا انعام الحسن صاحب ملاقات کے لیے تشریف لا رہے ہیں۔ مفتی صاحب نے فرمایا مجھے خود وہاں چلنا ہے۔ چنانچہ دونوں بزرگ ایک دوسرے سے راستہ میں ہی پر تپاک انداز سے ملے اور چند منٹ اکٹھے بیٹھے۔ اس کے بعد حضرت مفتی صاحب مدظلہ حضرت الشیخ مدظلہ کے حکم کی تعمیل فرماتے ہوئے منبر (اسٹیج) پر تشریف لے گئے۔ اس وقت مولانا محمد عمر صاحب پالن پوری عجیب مؤثر خطاب فرما رہے تھے۔ کوئی نصف گھنٹہ حضرت مفتی صاحب اس منبر پہ بیٹھے نمایاں نظر آتے رہے اور بندہ اس مبارک و عجیب منظر سے خوش تھا کہ اس منبر پہ علماء حق کی جماعت، جمعیۃ علماء اسلام اور دنیائے اسلام کی سب سے بڑی حقانی تبلیغی جماعت کے اکابر باہم کتنی محبت و یگانگت سے تشریف فرما ہیں۔ جو اس امت کے لیے نیک فال ہے۔ ان شاء اللہ

## (۱۳) حسن اتفاق و اجازت حدیث شریف

آخر میں تحدیث بالنعمت کے طور پر عرض ہے کہ سب سے پہلے بندہ کی ملاقات حضرت اقدس شیخ الحدیث دامت برکاتہم سے ۹ جولائی سنہ ۱۹۶۲ء بروز جمعرات راولپنڈی میں ہوئی تھی، تو اس وقت بھی حضرت اقدس مفتی محمود صاحب مدظلہ وہاں موجود تھے ساتھ ہی حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا محمد یوسف صاحب، امیر التبلیغ صاحب بھی تشریف فرما تھے، اور حضرت مفتی صاحب مدظلہ کی تصدیق سے ہی اس خادم و گنہگار کو حضرت الشیخ نے اپنی جانب سے احادیث شریفہ کی اجازت و نسبت عظمیٰ سے نوازا تھا۔

ٹیلیفون نمبر ۶۷۵۴۵

ہفت روزہ **خدام الدین** لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۷۴

## بقیہ : حضرت عثمان رض

نے تدفین کی خدمات انجام دیں۔ رات کی تاریکی میں جنت البقیع کے قبرستان میں نَمْ کَنَوْمَۃِ الْعَرُوْسِ کے مصداق آپ کو سلا دیا گیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی شہادت کی خبر سنی تو فرمایا:

تَبًّا لَکُمْ اٰخِرَ الدَّھْرِ۔ تم پر اب ہمیشہ تباہی رہے گی۔

سیدنا حضرت کعب بن مالک فرماتے ہیں "خدا اس قوم کو تباہ کرے جس نے پاک اور طیب امام کو قتل کیا"

سیدنا حضرت سمرہؓ فرماتے ہیں "اسلام حصن حصین میں تھا مگر قتل عثمانؓ سے اس میں ایسا رخنہ پڑ گیا کہ اب قیامت تک بند نہ ہوگا۔ ان کے قتل سے خلافت مدینہ سے ایسی نکل کہ اب واپس نہ آئے گی"

امام محمد بن سیرین کا قول ہے "آپ کی شہادت کے بعد فرشتوں نے میدان جنگ میں مسلمانوں کی اعانت ترک کر دی"

حضرت انس بن مالکؓ کا قول ہے "آپؓ کی زندگی میں اللہ کی تلوار میان میں تھی۔ لیکن آپ کی شہادت کے بعد میان سے ایسی نکلی کہ اب قیامت تک برہنہ ہی رہے گی۔

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی شہادت کے بارے میں جو نظم کہی تھی اس میں ایک شعر یہ بھی تھا ؎

فکیف رَءَیتَ الخیر ادبر بعدہٗ
عن الناس ادبار الریاح الجوافل

ترجمہ: تو نے دیکھ لیا کہ عثمانؓ کی شہادت کے بعد خیر اور بھلائی کیونکر پیٹھ پھیر کر چل دی۔ گویا آندھی تھی کہ آئی اور نکل گئی۔

اور قاسم بن امیہ نے تو ایک ہی شعر میں آپ کا مرثیہ شہادت کہہ دیا تھا۔

لعمری لبئس الذبح ضحیتم بہ
خلاف رسول اللہ یوم اضاحیا

ترجمہ: لوگو! خدا کی قسم تم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد قربانی کے دن بہت بُری قربانی کی ہے۔

---

# ہم شریکِ غم ہیں

○ عید سے اگلے دن حضرت لاہوری قدس سرہٗ کے بھائی جناب حکیم رشید احمد صاحب انتقال فرما گئے۔

آپ ایک عظیم طبیب اور فاضل ترین بزرگ تھے، بے پناہ خوبیوں کے مالک۔

ادارہ جانشین شیخ التفسیر مولانا عبیداللہ انور اور مرحوم کے صاحبزادگان ڈاکٹر خلیل احمد محمود صاحبان وغیرہ کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

---

○ حضرت قائد جمعیۃ مفتی محمود صاحب کے چھوٹے بھائی خلیفہ صاحب اپنے آبائی گاؤں عبدالخیل میں انتقال فرما گئے۔

وہ مدت سے صاحب فراش تھے اور بہت بھلے آدمی تھے۔ مفتی صاحب کو ان سے بڑا سہارا تھا۔

ادارہ مفتی صاحب سمیت جملہ متعلقین کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

---

○ جامع مسجد بھیرہ کے خطیب مولانا افتخار احمد بگوی حج کے دن لاہور میں انتقال کر گئے۔ مولانا احمد الدین، مولانا محمد ذاکر، مولانا نصیر الدین اور مولانا ظہور احمد بگوی جیسے علمی خاندان کا یہ فرد اپنے اسلاف کی طرح مختصر عمر میں اور سفر میں اپنے خالق و مالک سے جا ملا۔

اس خاندان کے اکثر افراد خانقاہ سراجیہ مجددیہ کندیاں سے متعلق تھے۔ ادارہ موصوف کے متعلقین کے غم کو اپنا غم سمجھتا ہے۔

خدائے رحیم و کریم ہر سہ حضرات کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔

مولانا عبیداللہ انور پرنٹر نے پبلشر خواجہ طارق لطیف کیمبرج پرنٹنگ پریس لاہور میں چھپوا کر شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا۔